شام مسکرانے لگی

مریم عزیز

مکمل ناول

کھانا کھانے کے بعد وہ چائے کی طلب کے باوجود بڑے ضبط سے اسکرین کو دیکھنے پر مجبور تھے۔ ڈراما ختم ہوا تو انہوں نے بے ساختہ گہری سانس لی۔

"ایک کپ چائے مل سکتی ہے بیگم۔" شمیم نے غصے سے ان کی طرف دیکھا۔

"ایک تو ہر پندرہ منٹ بعد آپ کو چائے کی طلب جاگ اٹھتی ہے۔ مجھ سے بار بار نہیں اٹھا جاتا۔"

"بیگم مبالغے کی بھی حد ہوتی ہے، پورے تین گھنٹے پہلے ایک کپ پیا تھا اور ایک کپ سے کیا بنتا ہے۔"

"تو آپ کے لیے چائے کی دیگ چڑھا دیتی ہوں۔"

"نوازش ہوگی تمہاری۔" ان کے طنزیہ انداز پر وہ شرارتی انداز میں گویا ہوگئے۔

"گیس نہیں آرہی، سلنڈر استعمال ہوتا ہے، گیس ختم ہوگئی تو آپ نے ہی باتیں کرنی ہیں۔"

"اتنی بحث سے بہتر ہے میں علیم یا راشد کی طرف چلا جاؤں، وہاں کم از کم چائے کے ساتھ اور بھی کچھ کھانے کو مل جائے گا۔" کہہ کر وہ کھڑے ہوگئے اور ان کا یہ حربہ کامیاب بھی رہا، وہ ایک دم اچھل کر صوفے سے اٹھی تھیں۔

"ہاں۔ ہاں آپ تو چاہتے ہی یہ ہی ہیں کہ سب مجھے برا سمجھیں۔ اپنے بھائی، بھابھیوں کے سامنے مظلوم بننا چاہتے ہیں کہ اتنی ظالم بیوی ملی ہے۔ جو چائے بھی نہیں دیتی۔"

"تو نہیں دیتی نا۔" وہ کہہ کر آرام سے صوفے پر بیٹھ گئے اور ریموٹ اٹھا کر اپنا پسندیدہ چینل لگالیا۔

"حد ہوتی ہے سرور صاحب مبالغہ آرائی کی۔" وہ پیر پٹختی ہوئی باہر نکل گئیں، جبکہ وہ مسکرا کر ٹی وی دیکھنے لگے۔

❋ ❋ ❋

وہ اسکول سے آئی تو اس کا موڈ سخت آف تھا۔ وہ کچن میں کام کرتیں ناصرہ کو سلام کرکے کمرے میں آگئی۔ اس نے بیگ پٹخنے کے انداز میں بیڈ پر پھینکا اور بیڈ پر بیٹھ کر جوتے اتار کر ایک دائیں اور دوسرا بائیں پھینکا۔ تب ہی باتھ روم کا دروازہ کھول کر ناز باہر نکلی اور اس نے حیران ہو کر اپنے قدموں میں پڑے جوتے کو دیکھا اور دوسری نظر اپنی منہ پھلائے بیٹھی بہن پر ڈالی۔

"یہ کیا طریقہ ہے علینہ۔" اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یوں ہی سر جھکائے پیر جھلاتی رہی۔

"سمیٹو ساری چیزیں جو پھیلائی ہیں، سنا نہیں تم نے۔" اسے یوں ہی بیٹھا دیکھ کر وہ زور سے بولی تو علینہ کو اٹھنا پڑا۔ جتنی دیر میں اس نے اپنا پھیلایا پھیلاوا سمیٹا، تب تک ناز وہیں کھڑی رہی۔

"منہ کیوں بنا ہوا ہے تمہارا۔" اب اس نے علینہ کے قریب جا کر پوچھا۔

"بولو علینہ۔" اب کی بار اس نے اس کا چہرہ تھام کر پیار سے پوچھا۔

"ٹیچر نے آج مجھے پنش کیا۔"

"کیوں۔" ناز نے حیرت سے پوچھا، کیونکہ وہ کافی محنتی اور لائق اسٹوڈنٹ تھی۔

"ہوم ورک چیک کروانا تھا۔ میرا ہوم ورک کمپلیٹ تھا۔ کاپی میں نے خود کل بیگ میں رکھی تھی۔ ٹیچر کو دینے لگی تو کاپی غائب تھی۔ ٹیچر کو پتا بھی ہے کہ میں ہمیشہ اپنا ہوم ورک مکمل کرتی ہوں، لیکن پھر بھی انہوں نے مجھے روم سے باہر نکال دیا۔ اتنی انسلٹ ہوئی میری۔" یہ کہتے ہوئے وہ رو پڑی تھی۔ تو ناز نے اسے ساتھ لگالیا۔

"ہوجاتا ہے علینہ، کبھی کبھی ایسا ہوسکتا ہے تم بائے مسٹیک گھر بھول گئی ہو۔"

"میں بھول جاتی تو ٹھیک تھا باجی، پر میری کاپی کاشفہ نے نکال لی تھی اور جب پریڈ ختم ہوگیا تو کاپی لا کر

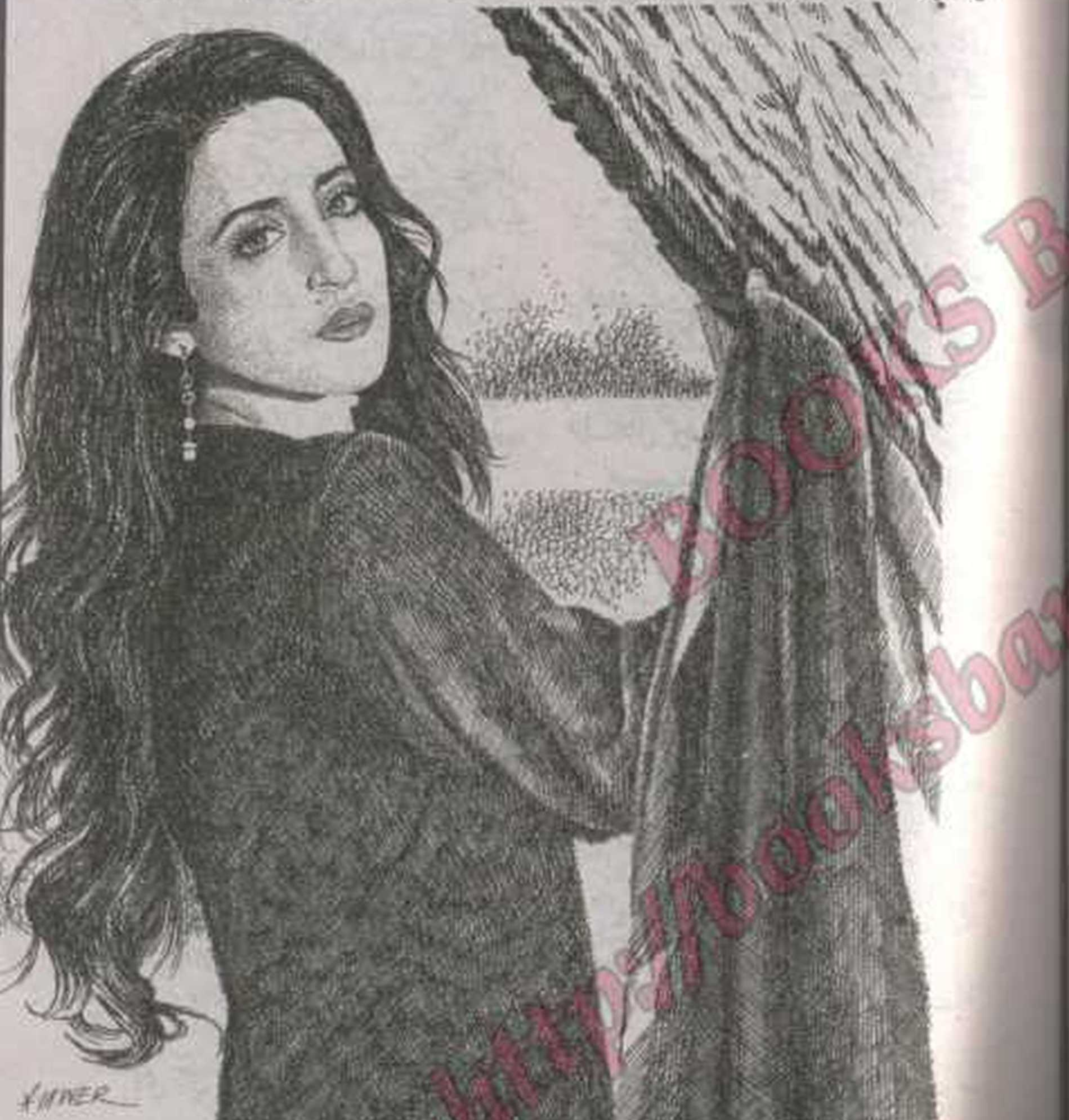

BOOKS BANK
http://booksbankpk.blogspot.com/

میرے ڈیسک پر رکھ دی۔"

"کاشفہ نے ایسا کیوں کیا۔" ناز کو کافی حیرانگی ہوئی تھی۔

"وہ پہلے بھی کئی بار ایسا کر چکی ہے' جس کی وجہ سے ٹیچر نے میری انسلٹ کی ہے۔"

"میں پوچھوں گی کاشفہ سے۔" ناز کو برا لگا تھا۔

"کوئی فائدہ نہیں اس ڈھیٹ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔" علینہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے تپ کر کہا۔

"ہوں... دیکھتے ہیں' فی الحال تم اپنا موڈ ٹھیک کرو اور کھانا کھاؤ۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔"

"بھوک کیوں نہیں ہے مجھے پتا ہے تم نے اسکول میں کچھ بھی نہیں کھایا ہوگا۔ چلو شاباش چینج کر کے جلدی سے باہر آؤ۔"

وہ کھانا کھا رہے تھے جب صہیب سلام کر کے اندر داخل ہوا تھا۔

"آؤ آؤ بڑی مین! آج تمہیں کہاں سے ہماری یاد آگئی۔" ناز اس کو دیکھ کر بے ساختہ انداز میں بولی تو وہ مسکراتا ہوا کرسی گھسیٹ کر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"یاد تو روز آتی ہے' ابھی آپ نے خود ہی تو کہہ دیا مصروف آدمی ہوں۔"

"اچھا تو کیا مصروفیات ہیں جناب کی۔" ناز نے تھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر بڑی دلچسپی سے پوچھا۔

"وہ سیکرٹ ہے' جو میں ہر کسی کے سامنے نہیں بتا سکتا۔" اس نے شرارت سے علینہ کی طرف دیکھ کر کہا' جو بے زار سا چہرہ لیے پلیٹ پر جھکی تھی۔ کوئی ری ایکشن آتا نہ دیکھ کر اس نے ابرو اچکا کر ناز کو دیکھا۔

"کیا بات ہے' آج مس مرچی بڑی خاموش ہیں۔" ساتھ ہی اسے بھی چھیڑ ڈالا۔

"کیوں چوہیا تمہیں کیا ہوا ہے۔" صہیب اس کی پونی کھینچ کر بولا۔ تو وہ غصے و ناراضی سے ناز کو دیکھنے لگی۔

"باجی آپ صہیب بھائی کو منع کریں' انہیں کہیں مجھ سے تمیز سے بات کیا کریں۔"

"او مائی گاڈ!" اس کے انداز پر صہیب قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔

"تمیز سے بات کیا کروں ملکہ عالیہ آپ سے... اچھا کوئی اور حکم۔" علینہ غصے سے کوئی جواب دیے چپ بیٹھی رہی۔

"لگتا ہے اسکول میں مار پڑی ہے' اسی لیے ملکہ عالیہ کے مزاج خراب ہیں۔" اور وہ جو کب سے بڑے ضبط سے بیٹھی تھی پھٹ پڑی۔

"آپ کی دوست نے اپنا کارنامہ آپ کو سنا دیا ہوگا۔ اسی لیے آپ یہاں تماشا دیکھنے آئے ہیں' مجھے زہر لگتی ہے وہ بھی اور آپ بھی۔"

"علینہ۔" ناز نے تنبیہہ انداز میں اس کا نام لیا۔ "کیسے بات کر رہی ہو تم' بڑا بھائی ہے تمہارا۔"

"میرا کوئی بھائی نہیں' کم از کم یہ تو بالکل بھی نہیں' یہ کاشفہ کے چمچے ہیں۔" اس کے چمچے کہنے پر بڑے غور سے اس کو دیکھتا صہیب ایک بار پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تو وہ خود کو ہی مزید تماشا ہوتا دیکھ کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

"صہیب پلیز! تم مائنڈ نہ کرنا آج علینہ کا موڈ ٹھیک نہیں۔"

"پہلے بھی کب ٹھیک ہوتا ہے۔" وہ مسکرا کر بولا۔ "خیر میں نے مائنڈ نہیں کیا' میں بھی تو اسے تنگ کرتا ہوں۔"

"تو کیوں تنگ کرتے ہو' پتا ہے نا اس میں برداشت کا مادہ کم ہے۔"

"پتا ہے اسی لیے تو کرتا ہوں۔ مزا آتا ہے جب وہ چڑتی ہے۔ اب آپ کو تو تنگ کرنے سے رہا۔"

"کیوں... مجھے کیوں تنگ نہیں کر سکتے۔"

"کیونکہ آپ مذاق کو انجوائے کرتی ہیں۔ اپنی سڑیل بہن کی طرح نہیں ہیں آپ۔"

"اچھا میری اتنی سویٹ بہن کو سڑیل تو مت کہو نا۔"

"اب میں اتنا بھی اچھا نہیں کہ سڑیل کو سویٹ کہہ

دوں۔"

"بکو مت۔" ناز نے زور سے اس کے شانے پر ایک تھپڑ لگایا تھا۔

"اچھا... اب جو بھی پکا ہے ذرا جلدی سے لے آئیں' مجھے بہت بھوک لگی ہے۔"

"لگتا ہے آج تائی جی نے کوئی سبزی پکالی ہے۔" ناز مسکراتے ہوئے بولی۔

"سبزی نہیں' سبزیاں... پتا بھی ہے مجھے سبزیوں کا قطعی پسند نہیں' پھر بھی بنا لیتی ہیں۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔ ناز نے بریانی کی پلیٹ' رائتہ کے ساتھ اس کے سامنے رکھی تو وہ بے ساختہ خوش ہو گیا۔

"جیتی رہو میری آپی!" وہ تیزی سے کھانے لگا تھا۔

"آرام سے کھاؤ کھانا' کہیں بھاگا نہیں جا رہا۔"

"کھانا تو نہیں بھاگ رہا' پر مجھے دیر ہو رہی ہے' میرے فرینڈز میرا انتظار کر رہے ہیں۔"

"صہیب اب تم کالج میں ہو' انجینئرنگ تمہارا سبجیکٹ ہے اور تم اپنی اسٹڈی کو اتنا لائٹ لیتے ہو' پتا ہے تائی جی بھی تمہاری طرف سے اتنا پریشان رہتی ہیں۔"

"اوفوہ مما کو تو عادت ہے چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان ہونے کی۔ اگر میں تھوڑا سا وقت اپنے دوستوں کے ساتھ گزار لیتا ہوں تو اس میں حرج کیا ہے۔"

"تھوڑا..." ناز نے آنکھیں پھیلائیں۔ "سارا سارا دن گھر سے غائب رہتے ہو۔"

"آپی پلیز اب آپ مت شروع ہو جائیں' گھر میں بھی سارا دن یہی سنتا رہتا ہوں۔"

"ہاں تو ٹھیک ہے نا' تم اپنے پیرنٹس کے اکلوتے بیٹے ہو' ان کی ساری امیدیں تم سے ہیں۔"

"ایک تو یہ اکلوتے ہونے کے بڑے نقصان ہیں۔" وہ منہ بنا کر بولا۔

"اور فائدوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" ناز نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"وہ تو میرا حق ہے۔" وہ بریانی کا بڑا سا چمچہ منہ میں ڈالتے ہوئے بولا۔

"ماں' باپ کا بھی پورا حق ہے تم پر۔"

"پتا ہے مجھے' پر وہ شکایت مجھ سے تب کریں جب میرے مارکس ٹھیک نہ آئیں اور اتنی زبردست بریانی کے لیے بہت شکریہ' بہن ہو تو آپ کے جیسی ہو' ورنہ نہ ہو۔" اس کے انداز پر ناز مسکرا دی تھی۔ "آپ کو کچھ چاہیے ہو تو بتا دیں' آتے ہوئے لیتا آؤں گا۔" وہ اپنا موبائل چیک کرتے ہوئے بولا۔

"ہاں آتے ہوئے پیزا لیتے آنا' علینہ کو پسند ہے۔ اس کا موڈ ٹھیک ہو جائے گا۔"

"آپ کو سب کے موڈ کا خیال رہتا ہے۔ تھوڑا اس بندریا کو سمجھا دیں۔"

"صہیب تم میری بہن کا نام مت بگاڑا کرو۔" ناز نے مصنوعی خفگی سے اسے ٹوکا۔

"اوہ سوری! میں تو بھول گیا' اس کا نام چوہیا ہے۔" کہہ کر وہ رکا نہیں تھا' جبکہ ناز اپنی مسکراہٹ نہیں روک سکی تھی۔

☆ ☆ ☆

"علینہ میرے ساتھ چلو گی۔" ناز کی آواز پر ڈرائنگ کرتا اس کا ہاتھ رک گیا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دروازے میں کھڑی ناز کو دیکھا' جس کے ہاتھ میں ٹرے تھی۔

"کہاں جانا ہے آپی۔" وہ اٹھ کر اس کے قریب آگئی اور رومال اٹھا کر دیکھا۔ "گاجر کا حلوہ" وہ ندیدے پن سے بولی۔

"تایا جی کی طرف جانا ہے۔" علینہ نے برا سا منہ بنایا۔

"مجھے نہیں جانا' میں کاشفہ کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔"

"بری بات علینہ! ایسا نہیں بولتے' وہ کزن ہے ہماری اور کزن ایک دوسرے سے مذاق کرتے رہتے ہیں۔"

"باجی مذاق اور انسلٹ میں فرق ہوتا ہے' وہ اور صہیب بھائی کوئی موقع نہیں جانے دیتے' جس سے وہ میرا مذاق نہ اڑا سکیں۔"

BOOKS BANK
http://bookskbankpk.blogspot.com/

"صہیب تو پیار سے نام رکھا ہے نا۔"

"مجھے ان کے پیار کی ضرورت نہیں۔" وہ روٹھے انداز میں بولی۔

"او کے میں صہیب کو منع کر دوں گی۔"

"اور کاشفہ کو بھی منع کریں، نہیں تو میری وین اور اسکول بدل دیں۔" ناز نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا اور سرہلا کر بولی۔

"چلو ابھی تو چلو۔" وہ سرہلا کر ساتھ چل پڑی۔

"جیتی رہو بیٹی، دل خوش کر دیا، مزا آگیا۔" سرور صاحب کے جھوم کر تعریف کرنے پر شمیم نے ٹیڑھی نظروں سے انہیں دیکھا۔ لیکن وہ تو پوری طرح اپنی بھتیجیوں کی کمپنی انجوائے کر رہے تھے۔ "حلوے سمیت۔"

"سرور صاحب تو ایسی باتیں کرتے ہیں جیسے گھر میں تو کبھی ان کو کھانے کو ملا ہی نہیں۔" وہ بظاہر ہنس کر، لیکن جلے ہوئے انداز میں بولی تھیں۔

"میں نے کب کہا' کھانا نہیں ملتا' لیکن جو ذائقہ میری بیٹی کے ہاتھ میں ہے' وہ کسی اور کے ہاتھ میں نہیں۔"

"نہیں تایا جی' تائی جی مجھ سے زیادہ اچھا بناتی ہیں۔" شمیم کے تاثرات دیکھ کر ناز کو بولنا پڑا وہ نہیں چاہتی تھی' اس کی وجہ سے ان کے گھر تماشا لگے' موقع کی نزاکت دیکھ کر سرور صاحب بھی چپ کر گئے تھے۔

"ضمیر اور کاشفہ نظر نہیں آرہے۔"

"وہ اپنے ماموں کی طرف گئے ہیں۔" شمیم کے کہنے پر وہ سرہلا کر سرور صاحب کی طرف متوجہ ہو گئی۔ وہ سرور صاحب کو دھیمی آواز میں علینہ اور کاشفہ کا قصہ سنانے لگی۔ ان کی دھیمی آواز پر شمیم کچھ چونکنا ہو کر ان کی طرف دیکھنے لگیں' تب ہی سہیل اندر آیا تھا۔ پہلے تو وہ چونکا اور پھر مسکرا کر ناز کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"واہ آج تو بڑے لوگ آئے ہیں۔" وہ ناز پر گہری نظر ڈال کر بولا۔

"یہ بڑے بڑے لوگ کس کو کہا تم نے۔" ناز نے مسکرا کر سہیل سے پوچھا۔

"تمہیں تو نہیں کہا میں نے تو یہ علینہ کے لیے کہا ہے۔" اور اس دوران پہلی بار علینہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

"حلوہ کھاؤ ناز نے بنایا ہے۔" سرور صاحب کے کہنے پر اس نے پلیٹ میں تھوڑا سا حلوہ ڈالا۔

"اچھا پھر تو میں کھائے بغیر بھی بتا سکتا ہوں کہ یہ اچھا نہیں' بہت اچھا ہو گا۔" سہیل کی تعریف پر شمیم نے بے ساختہ پہلو بدلا باپ کم تھا' بیٹا بھی اس پر فدا ہے۔ وہ دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئیں۔ کچھ عرصے سے وہ یہ محسوس کر رہی تھیں۔ ناز کے سامنے آتے ہی سہیل کی آنکھوں کا رنگ بدلنے لگتا ہے۔ اپنے بیٹے کی آنکھوں کی زبان سمجھتی تھیں وہ' لیکن سب سمجھنے کے باوجود وہ کسی طور پر بھی اپنے بیٹے کی خواہش کو پورا کرنے کے حق میں نہیں تھیں۔

سرور صاحب تین بھائی ہیں۔ وہ' راشد سلیم اور علیم سلیم' سرور صاحب سب سے بڑے ہیں۔ والدین نے اپنی پسند سے ان کی شادی شمیم سے کروائی۔ بڑی بہو کی حیثیت سے ان کی اہمیت ہمیشہ زیادہ ہی رہی۔ فطرتاً" وہ ایک حاسد عورت تھیں' لیکن بظاہر ان کا رویہ ایسا ہوتا جو دیکھنے والے کو یہ ہی احساس دلاتا کہ ان سے زیادہ ہمدرد کوئی اور نہیں' یہ ہی حاسدانہ فطرت ان کے تینوں بچوں سہیل' ضمیر اور کاشفہ کی تھی۔

دوسرے بھائی راشد نے فاخرہ سے شادی اپنی پسند سے کی تھی' جس پر والدین کچھ عرصہ ان سے ناراض رہے اور اس ناراضی کو بڑھاوا دینے میں شمیم بیگم کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ وجہ وہی حسد فاخرہ ہر لحاظ سے ان سے برتر تھیں' شکل میں' تعلیم میں' دولت میں اور خاندان میں۔ لیکن فاخرہ عادت کی اچھی تھیں۔ ان کی طبیعت کے ٹھہراؤ اور مخلصی نے جلد ہی راشد کے والدین کا دل جیت لیا اور وہ اس گھر کی دوسری بہو کہلائیں۔ ان کا ایک ہی بیٹا تھا۔ صہیب اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید اولاد سے نہ نوازا' لیکن وہ صہیب کو پاکر ہی بہت خوش تھے۔

اس سے چھوٹے علیم سلیم تھے جن کی شادی ان کی ماموں زاد کزن ناصرہ سے ہوئی' ان کی دو بیٹیاں ہیں' ناز اور علینہ' علیم صاحب اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ سخت مزاج کے ہیں۔ کچھ دو بیٹیوں کی وجہ سے اور کچھ بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی دونوں بیٹیوں اور بیوی سے اکھڑے اکھڑے رہتے ہیں۔ ناز کو اپنے باپ کا پیار تو نہیں ملا۔ لیکن وہ اپنے دونوں تایا کی بہت لاڈلی تھی اور یہ ہی بات شمیم کو بری لگتی ہے۔ انہیں اندازہ تھا کہ سہیل ناز سے شادی کرنا چاہتا ہے' لیکن انہیں ناز سے شدید چڑ تھی۔

"ارے شمیم بھابھی آئیے' آج آپ کو ہماری یاد کیسے آگئی۔" فاخرہ ان سے گلے ملتے ہوئے بولیں۔

"میں نے یاد کیا تو آگئی تم سے تو یہ بھی نہ ہوا یہ دو قدم پہ گھر ہے۔" وہ ان سے الگ ہو کر شکوہ کرتے ہوئے بولیں۔

"نہیں بھابھی ایسی تو کوئی بات نہیں کہ میں یاد نہیں کرتی' بس آج کل کچھ مصروفیت ہی زیادہ رہی ہے۔ خیر اس کو چھوڑیں آپ بتائیں کیا پئیں گی' چائے یا کوئی جوس۔"

"چائے کا وقت ہو رہا ہے تو وہی پیوں گی۔" وہ کہہ کر ریلیکس ہو کر صوفے سے ٹیک لگا لی اور تھوڑی دیر بعد ملازمہ کی ہمراہی میں وہ چائے کے ساتھ دیگر لوازمات لے آئیں۔

"لیں بھابھی یہ کباب ٹرائی کریں' میں نے بنائے ہیں۔" شمیم نے بڑی دقت سے مسکراتے ہوئے ایک کباب اٹھا کر پلیٹ میں رکھا۔ وہ جہاں جاتی تھیں سب ہی اپنے جوہر دکھانے میں پیش پیش رہتے تھے۔ انہیں ہمیشہ یہ بات چبھتی تھی کیونکہ خود اتنے سالوں بعد بھی ان کے ہاتھ میں ذائقہ نہیں تھا اور اس کی وجہ ان کی کچن کے معاملوں سے عدم دلچسپی تھی۔

"کل کوئی آیا ہوا تھا۔" آخر کچھ دیر بعد ادھر ادھر کی باتوں کے بعد انہوں نے وہ سوال پوچھ ہی لیا۔ جس کے لیے انہیں یہاں آنا پڑا تھا۔

"جی..." فاخرہ چائے کا کپ لے کر بولیں۔

"میرے بھائی اور بھابھی آئے تھے۔"

"وہ کینیڈا والے۔" شمیم نے انگلی سے پیچھے اشارہ کیا۔ جیسے کینیڈا پیچھے دیوار کے پار ہو۔

"جی ایک ہی تو بھائی بھابھی ہیں میرے۔" فاخرہ نے مسکرا کر جیسے انہیں یاد دلایا۔

"ہوں۔" وہ ہنکارا بھر کر چائے پینے لگیں۔ چائے پیتے ہوئے ان کی نظریں تیزی سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کمرے کا فرنیچر بدلا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ دیوار پر بڑی اسکرین والا LED بھی لگ چکا تھا۔

"کچھ چاہیے تھا بھابھی۔" ان کی گھومتی نظریں فاخرہ کی نظروں میں آگئی تھیں۔ اپنی چوری پکڑے جانے پر وہ سٹپٹا کر مسکرائیں۔

"نہیں وہ میں صہیب کو دیکھ رہی تھی وہ نظر نہیں آرہا۔"

"بس بھابھی اس لڑکے کی سمجھ نہیں آتی' اس کو تو دوستیاں ہی نہیں چھوڑتیں۔" وہ جو کچھ دیر پہلے فاخرہ کے چمکتے چہرے کو حسد بھری نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ صہیب کے نام پر جو پریشانی ان کے چہرے سے جھلکی تھی۔ اس نے انہیں اندر تک طمانیت بخشی تھی۔

"نظر رکھا کرو فاخرہ جوان بچہ ہے' کہیں کوئی غلط سوسائٹی میں نہ پڑ جائے' ایک تو تم لوگوں کا اکلوتا اور لاڈلا ہے' کوئی روک ٹوک نہیں تو بگڑتے پتا بھی نہیں چلتا۔ اب میرے ضمیر کو دیکھ لو' صہیب کا ہم عمر ہے۔ لیکن مجال ہے میری اجازت کے بغیر کہیں باہر جائے اور باپ کا بھی اتنا رعب ہے کہ یوں سارا سارا دن گھر سے غائب رہنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔"

اب وہ اپنے بچوں کی تعریف میں رطب اللسان ہو چکی تھیں اور ارد گرد کے واقعات کو جس طرح نمک مرچ لگا کر فاخرہ کو سنا رہی تھیں' فاخرہ کا دل ڈوبتا جا رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ کمرے میں آئیں تو سرور صاحب بیڈ پر بیٹھے کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ انہوں نے نظر اٹھا کر

BOOKS BANK
http://booksbankpk.blogspot.com/

انی بیوی کا چہرہ دیکھا اور دوبارہ نظریں کتاب پر جما دیں۔

شمیم نے ایک نظر کتاب میں گم اپنے شوہر کو دیکھا اور کچھ لمحے سوچنے کے بعد الماری کی طرف مڑ گئیں۔ کچھ دیر یوں ہی تہ شدہ کپڑوں کو ادھر سے ادھر کرتی رہیں۔ کافی دیر بعد تک وہ تھک گئیں تو الماری بند کر کے پلٹیں تب بھی سرور صاحب کے انہماک میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ وہ برا سا منہ بنا کر بیڈ کے دوسری جانب جا کر لیٹ گئیں۔

"کیا بات ہے منہ کے زاویے کیوں بنے ہیں۔"

کچھ دیر سرور صاحب کی آواز سنائی دی۔

"آپ کو فرصت مل گئی کہ آپ غور کریں کہ میرا موڈ صحیح ہے یا خراب۔"

"اس میں فرصت کی کیا بات ہے، موڈ خراب تو روٹین کی بات ہے۔ ہاں موڈ خوش گوار ہو یہ ذرا روٹین سے ہٹ کے بات ہوتی ہے۔" ان کے طنز پر وہ صبر کے گھونٹ پی کر رہ گئیں کیونکہ بات بھی تو کرنی تھی۔

"آج میں راشدہ کی طرف گئی تھی۔"

"اچھا تو اس میں پریشانی والی کیا بات ہے۔" انہوں نے جیسے سنا ہی نہیں۔ "راشدہ کے گھر سارا فرنیچر نیا ہے۔ اتنا بڑا LED۔ کل اس کا بھائی آیا ہوا تھا۔ اتنے خوب صورت کپڑے، سوئیٹر، جوتیاں اور سونے کی انگوٹھی اور بھی اتنا کچھ لے کر آیا ہے۔"

"اچھا۔" وہ ہنکارا بھر کر بولے۔

"میں آپ سے بات کر رہی ہوں۔"

"سن رہا ہوں اور کیا کروں۔" وہ کتاب بند کر کے بولے۔

"یہی تو مصیبت ہے کہ آپ کچھ کرتے نہیں۔"

"کیا کروں میں تمہاری خواہشات پوری کرنے کے چکر میں سولی پر لٹک جاؤں۔ ناشکرے پن کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ ہمارے گھر میں اللہ کی دی ہوئی ہر چیز ہے، پر تمہارے لالچ کی کوئی حد نہیں۔ ہر وقت دوسروں کی ٹوہ میں رہنا، ان سے حسد کرنا اور تمہیں کوئی کام نہیں۔"

"سرور صاحب میں نے ایک بات کی ہے اور آپ نے دنیا جہاں کے کیڑے مجھ میں ڈال دیے ہیں۔"

"یہ بات کہنے کی تھی، ہر وقت فلاں کے گھر میں یہ، فلاں کی بیوی کے پاس یہ، فلاں کے بچے وہ۔ تم خود پر دھیان دو، اپنے گھر، اپنے بچوں پر دھیان دو، تمہیں پتا ہے بچے کیا کرتے ہیں۔ ان کی روٹین کیا ہے۔ سہیل دو دفعہ بی کام میں فیل ہو چکا ہے۔ آگے پڑھنے کی اس نے زحمت نہیں کی۔ ضمیر کی حرکتوں اور پڑھائی دونوں سے میں مطمئن نہیں اور کاشفہ اس کی طبیعت میں عجیب خود سری اور بدتمیزی ہے۔"

"آپ کو صرف اپنی اولاد میں کیڑے نظر آتے ہیں۔ یہاں بات ہوتی ناز کی تو اس کی تعریف میں آپ زمین آسمان ایک کر دیتے تھے۔"

"ہاں کروں گا زمین و آسمان ایک، وہ ہے ہی تعریف کے قابل۔ ناصر نے اپنی دونوں بیٹیوں کی تربیت بہت اچھی کی ہے۔ ناز پڑھائی میں، گھریلو کاموں میں، اخلاق میں، کردار میں ہر بات میں پرفیکٹ ہے۔ علینہ کاشفہ جتنی ہے پر کتنی سلجھی ہوئی ہے۔ تمہاری بیٹی کو فیشن، اچھل کود اور لڑنے سے فرصت نہیں۔"

"وہ آپ کی بھی بیٹی ہے۔" انہوں نے جتلایا تھا۔

"لیکن میں تربیت کی بات کر رہا ہوں، جس کی ذمہ داری تم پر لاگو ہوتی ہے۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت تمہارے ساتھ گزارتی ہے، تم سے سیکھتی ہے ہر اچھی بری بات۔"

"ایسا کیا کر دیا اس نے جو آپ کو اس کی تربیت پر اعتراض ہو رہا ہے۔" اب کے وہ تپ کر بولی تھیں۔

"اپنی یہ حسد والی عادت اپنے تک محدود رکھو، اس سے بچوں کے ذہن آلودہ نہ کرو۔ کاشفہ کا رویہ علینہ کے ساتھ اچھا نہیں۔ اسے سمجھاؤ وہ اس کی کزن نہیں بہن ہے۔ بہنوں کی طرح رہے۔ تم سمجھا دو تو اچھا ہے، میں نے اگر بات کی تو سختی سے پیش آؤں گا۔" کہہ کر انہوں نے نظریں دوبارہ کتاب پر ٹکا دیں، جبکہ وہ اتنی دیر کڑھتی رہیں، جب تک نیند ان پر مہربان نہیں ہوئی۔

☼ ☼ ☼

سائی کی طرف بڑھتا اس کا ہاتھ وہیں رک گیا تھا۔ اس نے تعجب سے اپنی ماں کا چہرہ دیکھا نفرت سے جس کے نقوش بگڑ گئے تھے۔

"اس علینہ کی بچی نے پاپا سے میری شکایت کی۔" غصے میں اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"وہ بھی ہو سکتی ہے، لیکن تمہارے باپ کے کان اس ناز نے بھرے ہیں، وہی تمہارے باپ کے کان میں من من کر رہی تھی۔"

"مجھے سمجھ نہیں آتی امی، پاپا کو اپنی بیٹی سے زیادہ دوسروں کی بیٹیاں زیادہ پیاری ہیں، ہر وقت ناز، ناز، علینہ، علینہ کرتے رہتے ہیں اور وہ علینہ مجھے سخت نفرت ہے اس سے، تو اسے بڑا شوق ہے ہر بات میں نمایاں ہونے کا۔ کلاس میں بھی اس کی کوشش ہوتی ہے، ٹیچر پوچھتے تو سب سے پہلے جواب دینے والی وہ ہوتی ہے۔ پھر اس کی عادت کی اور لڑکیاں اس کی خوب صورتی کی تعریف کرتی ہیں تو دل کرتا ہے اس کا منہ ہی نوچ لوں۔" اس نے ناخنوں کا ایسا زاویہ بنایا جیسے واقعی اس کا منہ نوچ لے گی۔

"اپنے جذبات پر قابو رکھا کرو، تمہاری یہ عادت مجھے بری لگتی ہے۔ فوراً بھڑک جاتی ہو، اس علینہ کو دیکھو خود بولی یا تم سے لڑی۔"

"امی پلیز آپ بھی اب اس کی مثال دینا شروع نہ کریں۔"

"میں مثال نہیں دے رہی تمہیں، سمجھا رہی ہوں، جذبات اور زبان پر قابو رکھا کرو اور علینہ سے کوئی بات یا بدتمیزی کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"کیوں کیا میں اس سے ڈرتی ہوں۔" کاشفہ کے تنک کر بولنے پر شمیم نے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ زور سے ٹیبل پر پٹخا۔

"پھر وہی بے وقوفی والی باتیں، اگر تم نے ایسا کچھ کیا تو بے عزتی کروائی ہے تو کر لو جو دل کرتا ہے، پھر مجھے نہ کہنا۔" وہ کپ اٹھا کر کھڑی ہو گئیں، جبکہ کاشفہ کا بس نہیں چل رہا تھا علینہ کا گلا دبا دے۔

☼ ☼ ☼

وہ دروازہ کھول کر اندر آئیں تو صہیب لیپ ٹاپ پر جھکا تھا۔ وہ دودھ کا گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اسکرین کی طرف دیکھنے لگیں۔

"کیا کر رہے ہو صہیب۔" ان کا خیال تھا شاید صہیب چونک جائے گا۔

"چیٹ کر رہا ہوں ماما۔"

"کس سے۔" "میری کلاس فیلو ہے بینش۔" وہ اب اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔

"کلاس فیلو ہی ہے نا۔" اب کے صہیب نے اسکرین سے نظریں ہٹا کر فاخرہ کو دیکھا۔

"وہ میری دوست بھی ہے۔"

"کیسی دوست۔" اب کے فاخرہ نے کافی سنجیدگی سے سوال کیا۔

"یہ کیسا سوال ہے ماما۔ دوست مطلب دوست جیسے سب دوست ہوتے ہیں۔ میں کو ایجوکیشن میں پڑھتا ہوں، جہاں لڑکے اور لڑکیاں دونوں پڑھتے ہیں اور دونوں سے ہی ہیلو ہائے ہوتی ہے اور لڑکی سے فرینڈ شپ کا مطلب یہ نہیں کہ میرا اس سے کوئی افیئر چل رہا ہے۔"

"صہیب میں نے یا تمہارے پاپا نے کبھی تم کو کسی بات سے ٹوکا یا پابندی نہیں لگائی۔"

"یہ سب کہنے کا کیا مقصد ہے ماما، کیا میں نے کوئی غلط حرکت کی ہے یا آپ کی دی ہوئی آزادی کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔" اب کے وہ پوری سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ "اگر آپ نے مجھے آزادی دی ہے تو مجھے اپنی لمٹ کا بھی پتا ہے۔"

"لیکن بیٹا تمہارے پاپا خوش نہیں، انہیں لگتا تم اسٹڈی کو خاص طور پر لائف کو سیریس نہیں لے رہے۔ تم ہمارے اکلوتے بیٹے ہو صہیب، ہماری زندگی کی ساری امیدیں تم سے جڑی ہیں۔"

"ماما۔" ان کے جذباتی انداز پر وہ حیران ہوا تھا۔

BOOKS BANK
http://bookspk.blogspot.com

"میں نے ایسا کیا کردیا ہے جو آج یوں آپ مشکوک انداز میں مجھ سے سوال کررہی ہیں۔"

"تمہارا سارا سارا دن گھر سے باہر رہنا' تمہاری دوستی' تمہارے پاپا کو تمہاری کمپنی پسند نہیں اور یہ لڑکوں سے دوستی۔ یہ مجھے پسند نہیں۔" انہوں نے اسکرین کی طرف اشارہ کیا۔

"ضمیر کو دیکھو سب اس کی تعریف کرتے ہیں' پرسوں بھابھی جی آئی تھیں۔ ضمیر کی اتنی تعریفیں کررہی تھیں کہ مجھے شرمندگی ہورہی تھی کہ تمہاری تعریف کے لیے میرے پاس کوئی ایسی بات ہی نہیں تھی۔"

"مما! ضمیر میرا کزن ہے اور دوست بھی اور میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ کیا ہے اور کیا کرتا ہے اور نہ تو اس نے ایسا کوئی کام کیا ہے کہ تائی جی اس کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتیں اور نہ میں نے کوئی ایسا کام کیا' جس پر آپ کو یا پاپا کو شرمندگی محسوس کرنی پڑے۔ آئی ایم شاکڈ۔" آخر میں اس نے جھٹکے سے لیپ ٹاپ بند کیا۔ فاخرہ نے بے ساختہ اپنا نچلا ہونٹ کچلا تھا۔

"سوری بیٹا! میرا مقصد تمہیں ہرٹ کرنا نہیں تھا۔" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

"پلیز مما ہرٹ تو آپ کرچکی ہیں حیرت ہے۔ آپ کو دوسروں کی باتوں پر یقین ہے اور اپنے بیٹے پر نہیں اور تائی جی کو ویسے بھی بات کا بتنگڑ بنانے کی عادت ہے۔"

"او کے اب چھوڑو یہ سب میں نے ایک بات کی ہے' ماں ہوں تمہاری کرسکتی ہوں۔ اب اپنا موڈ ٹھیک کرو اور دودھ پی لو۔" وہ اس کا ماتھا چوم کر باہر نکل گئیں' جبکہ اس کا موڈ بری طرح آف ہوگیا تھا۔

☼ ☼ ☼

اس نے ابھی اپنی بائیک اسٹارٹ کی تھی' جب پیچھے سے اسے ضمیر کی آواز سنائی دی تھی۔ وہ رکنا نہیں چاہتا تھا۔ پر ضمیر کے قریب پہنچنے پر اسے رکنا پڑا پر اس کا موڈ ہنوز خراب تھا۔

"کہاں جارہے ہو۔"

"کام سے جارہا ہوں۔"

"میں بھی چلوں۔"

"ضرورت نہیں میری کمپنی میں تم خراب ہوسکتے ہو۔"

"مطلب۔" اب کے ضمیر نے چونک کر اس کے بگڑے انداز دیکھے۔

"یہ سوال تم اپنی امی سے جاکر پوچھو۔"

"پر ہوا کیا ہے۔" ضمیر ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوگیا تھا۔

"آج تک مما نے پاپا نے کبھی نہ مجھ سے کوئی سوال کیا ہے' نہ کبھی کوئی پابندی لگائی ہے۔ لیکن آج زندگی میں پہلی بار مما مجھ سے کہہ رہی تھیں کہ انہیں لگتا ہے میری کمپنی ٹھیک نہیں میرے دوست آوارہ ہیں اور مجھے نہیں پتا نہیں کن کن بری عادتوں میں ملوث ہوں اور یہ سب فتور مما پاپا کے دماغ میں ڈالنے والی تمہاری والدہ محترمہ اور میری ڈیئرسٹ تائی جان ہیں۔" آخری الفاظ اس نے چبا چبا کر ادا کیے تھے۔

"مجھے میرے پیرنٹس کی نظروں میں برا اور تمہاری تعریف اور فرماں برداری کے جو جھوٹے جھنڈے وہ گاڑ کے گئی ہیں نا' اگر میں وہاں موجود ہوتا تو پوچھتا ہو ضمیر کیا ہوتا' کون کیا ہے۔ یہ تم بہت اچھی طرح جانتے ہو۔" اس کے چہرے اور آواز میں اتنا غصہ تھا کہ کچھ لمحوں کے لیے ضمیر بول ہی نہیں سکا۔

"یار میری بات کا یقین کرو میں نہیں جانتا امی نے ایسی باتیں کیوں کیں۔ میں نے کبھی تمہارے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کی۔"

"اور تم کرسکتے بھی نہیں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا اور مزید کوئی بات کیے بغیر اس نے بائیک کو کک لگائی اور اگلے ہی پل وہ گیٹ سے باہر تھا۔ ضمیر نے غصے سے اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے زیر لب اسے گالی دی تھی۔

وہ کپڑے استری کرنے کے ساتھ ٹی وی پر چلنے والا ڈراما بھی دیکھ رہی تھیں۔ جبکہ ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھی شگفتہ ناخنوں پر نیل پالش لگارہی تھی۔ تب ہی لاؤنج کا دروازہ کھول کر روندتا ہوا ضمیر ان کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا تھا۔

"آپ نے چچی کو کیا کہا صہیب کے بارے میں۔"

"ہیں۔" شمیم قدرے گھبرا کر اپنے بیٹے کا منہ دیکھا۔ "میں نے کیا کہنا ہے۔" وہ نظریں چرا کر بولیں۔

"کیا آپ چچی سے صہیب کے خلاف باتیں نہیں کرکے آئیں۔ وہ آوارہ لڑکوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے' پڑھتا نہیں ہے اور بھی پتا نہیں کیا کیا۔" اس کے غصیلے انداز پر انہوں نے پاس بیٹھی شگفتہ کو دیکھا جو نیل پالش ہاتھ میں پکڑے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

"یہ کیا طریقہ ہے ماں سے بات کرنے کا۔" اپنی گھبراہٹ کو انہوں نے غصے میں چھپانے کی کوشش کی تھی۔

"مجھے بات کرنے کا طریقہ آپ بعد میں سمجھائیں پہلے مجھے یہ بتائیں آپ نے یہ باتیں کی ہیں یا نہیں۔" وہ اب پہلے سے زیادہ بدتمیزی سے بولا تھا۔ شمیم نے زچ ہوکر جھنجلانے کے انداز میں استری اسٹینڈ پر رکھی تھی۔

"ہاں کی تھیں باتیں' پر وہی کی تھیں جو تم نے بتائی تھیں۔" ضمیر کا دل چاہا اپنے بال نوچ لے۔

"میں نے یہ باتیں اپنے گھر میں اپنی ماں سے کی تھیں' یہ نہیں سوچا تھا کہ آپ ان کے گھر جاکر ان باتوں کا ڈھنڈورا پیٹ آئیں گی۔"

"تو میں نے کیا برا کیا' اس کی ماں کو اس کی کرتوتوں سے ہی آگاہ کیا تاکہ اسے سمجھائیں۔ آخر کل کو کچھ برا ہوا تو بیچ میں ہمارا بھی نام بدنام ہوگا۔ آخر وہ بھی اسی خاندان کا حصہ ہے۔"

"اف۔ امی کیا کروں میں۔" اس نے غصے سے مکا دیوار پر مارا۔ "آپ کو کیا ضرورت تھی پرائے پھڈے میں ٹانگ اڑانے کی' لے دے کر سارا کام خراب کردیا۔ قسم ہے مجھے جواب میں آپ سے کوئی بات کروں۔" وہ غصے سے اسٹینڈ کو ٹانگ رسید کرتا باہر نکل گیا۔

"ذلیل کمینہ' غیر کے لیے ماں کو کتنی باتیں سنا گیا۔ ایسی ذلیل اولاد نہ ہو تو بہتر ہے۔" وہ اس بار سچ میں اچھی خاصی شرمندہ ہوئی تھیں پر غلطی ماننا ان کی فطرت میں نہ تھا۔

"امی آپ کو کیا ضرورت تھی۔ چچی سے ایسی باتیں کرنے کی' صہیب بالکل ایسا نہیں' آپ کی ان باتوں کی وجہ سے وہ ہم سے ناراض ہوگیا ہے۔"

"تو۔" شمیم نے حیرت سے انگلی اپنے دائیں گال پر رکھی۔ "مینڈکی کو بھی زکام ہونے لگا۔" اپنی بیٹی جو انہیں ہمیشہ اپنی ہم خیال لگی تھی' کے منہ سے یہ سن کر انہیں حیرت اور تکلیف دونوں محسوس ہوئی تھیں۔

"تمہیں ماں سے زیادہ اس کی ناراضی کی پروا ہے۔"

"جی۔ کیونکہ آپ نے غلط کیا ہے۔" کہہ کر وہ بھی غصے سے باہر نکل گئی تھی۔ جبکہ شمیم ان دونوں' بہن' بھائی کے رد عمل پر حیران تھیں۔

"وہ سیڑھیوں میں بیٹھا خاموشی سے سامنے دیکھ رہا تھا۔ لیکن پریشانی اس کے چہرے سے ظاہر ہورہی تھی۔ اس کو پچھتاوا ہورہا تھا۔ کیوں اس نے اپنی ماں سے صہیب کے متعلق باتیں کیں' جبکہ وہ جانتا تھا۔ اپنی ماں کی عادت کو اچھی طرح۔ صہیب سے دوستی کے اسے بہت سے فائدے تھے' کچھ کمائی محدود ہونے کی وجہ سے اور کچھ بچوں پر کنٹرول رکھنے کے لیے انہیں کم پیسے دیے جاتے تھے۔ ان تینوں' بہن' بھائیوں کی پاکٹ منی بہت کم تھی۔ باقی دونوں کا تو پتا نہیں' لیکن ضمیر کا اتنے کم پیسوں میں گزارا نہیں ہوتا تھا۔ ایسے میں صہیب کی دوستی اس کے لیے تحفہ خداوندی تھی۔

جب اسے ضرورت پڑتی وہ صہیب کے برانڈڈ کپڑے استعمال کرلیتا۔ اس کا موبائل بلا جھجک لے جاتا اس کی بائیک استعمال کرتا۔ صہیب کی پاکٹ منی کا زیادہ تر حصہ وہ استعمال کرتا ادھار کے نام پر اس

BOOKS BANK
http://booksbankpk.blogspot.com

سے اچھی خاصی رقم لیتا جو صہیب بعد میں اس سے کبھی واپس نہ مانگتا۔ وہ ایسا ہی تھا دوستوں کا دوست، لیکن اب جو ہوا تھا اس نے سب خراب کر دیا تھا۔ خود کو اچھا ثابت کرنے کے لیے اس نے صہیب کو برا ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ الٹا وار اسی پر چل گیا تھا۔ آج چار دن بعد وہ صہیب سے ملنے گیا تھا۔ اسے لگا اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہوگا، لیکن صہیب نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا تھا۔

اسے یہ بات تکلیف دے رہی تھی کہ وہ ملا نہیں، بلکہ مسئلہ یہ تھا کہ ایک خاص ملاقات اسے رابعہ سے کرنی تھی۔ جس کو وہ صہیب کے نام سے فون کرتا اور ملتا تھا۔ اس سے ملاقات کے لیے اسے پیسوں اور صہیب کی بائیک کی ضرورت تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ دونوں بھائی اپنی فیملی سمیت علیم صاحب کے گھر موجود تھے۔ وجہ ناز کا شان دار نمبروں کے ساتھ گریجویشن کرنا تھا۔

"واہ بھئی ناز یہ نمبر ہوئے نا پاس ہونے کا بھی مزا آیا نا۔" ہمیشہ کی طرح سرور صاحب نے ناز کی حوصلہ افزائی کی تھی اور تحریم نے برا سا منہ بنایا تھا۔ "علیم بہت لکی ہے جو ناز اور علینہ جیسی ہونہار بیٹیاں اسے ملیں۔" سرور صاحب جہاں ہمیشہ ناز کی قابلیت کے گن گاتے تھے۔ وہیں راشد صاحب اور فاخرہ، علینہ کو پسند کرتے تھے۔

"لکی تو میں تب ہوتا راشد جب اللہ بیٹا دیتا، بیٹیاں لائق بھی ہوں تو کیا فائدہ، پہلے ساری عمر انہیں کھلاؤ پلاؤ، اچھی تعلیم دلاؤ اور پھر لاکھوں کا جہیز دے کر رخصت کرو، نرا نقصان، بیٹیاں تو گھاٹے کا سودا ہوتی ہیں۔ لکی تو تم ہو جس کا بیٹا ہے اور بیٹی جیسی کوئی زحمت نہیں، لکی تو سرور بھائی ہیں جن کے دو جوان بیٹے ہیں۔ ایک دایاں بازو اور ایک بایاں، بڑھاپے میں کام آئیں گے۔"

وہاں موجود ہر شخص جیسے ساکت رہ گیا تھا۔ ناز کا کچھ دیر پہلے جگمگاتا چہرہ یک دم تاریک ہو گیا تھا۔ ناصرہ تو شروع سے ہی شوہر کی ذہنیت سے واقف تھیں، لیکن یوں سرعام جگ ہنسائی کی پہلے نوبت نہیں آئی تھی۔ وہ بیٹیوں کو پیدا کرنے کے جرم میں پہلے ہی ان کی گردن جھکی تھی۔ اوپر سے ان چاہی، وہ اب بھی سر جھکائے بیٹھی رہ گئیں۔ تحریم نے مسکراتی نظروں سے ناصرہ کا جھکا سر اور ناز کا بجھا چہرہ دیکھا۔ ابھی اپنی خوشی ٹھیک طرح سے انجوائے بھی نہیں کر پائی تھیں کہ ان کے اپنے بیٹے نے پھر انہیں جلتے توے پر بٹھا دیا۔

"چاچو آپ کیوں ایسا سوچتے ہیں کہ آپ کا کوئی بیٹا نہیں، میں ہوں، ضمیر، صہیب آپ کے بیٹے ہیں۔" وہ اٹھ کر ان کے قریب بیٹھ گیا۔ ساکت ماحول میں ہلچل پیدا ہوئی تھی ایسے جیسے کسی نے [illegible] دیا ہو۔

"تمہاری سوچ پتا نہیں کب بدلے گی۔ علیم ناشکرے پن کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔" راشد صاحب نے ماتھے پر بل ڈال کر علیم کو دیکھا۔

"تمہیں اتنی ہی تکلیف ہے تو ناز مجھے دے دو تم اس قابل ہی نہیں کہ اس کو رکھ سکو۔" اب کے سرور صاحب کے کہنے پر تحریم اور [illegible] چونک کر انہیں دیکھا۔ وہ دونوں ان کے [illegible] منتظر تھے۔ سہیل کی تو جیسے دلی مراد بر آئی تھی اور ان کی تو جیسے سانس سینے میں اٹک گئی تھی۔ ناز اٹھ کر کچن میں آ گئی اور اس کے پیچھے علینہ بھی۔ چائے کا پانی رکھتے ہوئے اس کے آنسو بہہ نکلے تھے۔

اپنی کامیابی پر وہ کتنا خوش تھی، وہ کتنی کوشش کرتی تھی۔ اپنے باپ کو خوش کرنے کی، لیکن ہر دفعہ وہ ناکام رہتی تھی۔ علینہ کی اس کی طرف پشت تھی، وہ جانتی تھی اس کی بہن رو رہی ہے۔ اس سے پہلے وہ اس کی دلجوئی کے لیے آگے بڑھتی صہیب اور ضمیر آندھی طوفان کی طرح کچن میں داخل ہوئے تھے۔

"ناز آپی!" صہیب نے اسے کندھوں سے پکڑ کر سیدھا کیا تھا۔ "بہت افسوس کی بات ہے، میں کم از کم آپ جیسی بہادر لڑکی سے یہ ایکسپکٹ نہیں کرتا

تھا۔" وہ جھک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"آپ کو پتا ہے نا چاچو کی عادت ہے۔" اب ضمیر بھی اس کے قریب آ کر بولا۔

"لیکن ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے، مجھے سمجھ نہیں آتا پاپا کو ہم سے کیا پرخاش ہے۔ اگر ان کا کوئی بیٹا نہیں تو یہ ہمارا قصور ہے؟" اس کے سوال پر ضمیر نے بے چارگی سے صہیب کو دیکھا۔

"آپی چھوڑیں، یہ فضول باتیں۔"

"یہ فضول باتیں نہیں، صہیب پاپا ہر دفعہ ہماری انسلٹ کر دیتے ہیں۔"

"آپی انسلٹ غیروں کے سامنے ہوتی ہے۔ اپنوں کے سامنے نہیں، وہاں سب آپ کے اپنے تھے۔ کیا کسی نے آپ کو برا کہا یا چاچو کا ساتھ دیا۔ سب ان کو ہی ڈانٹ رہے تھے۔ باہر جا کر دیکھ لیں۔ ابھی تک انہیں پپا اور تایا جی ڈانٹ رہے ہیں اور اگر آپ چاہتی ہیں تو میں بھی انہیں ڈانٹ کر آتا ہوں کہ ان کی ہمت کیسے ہوئی کہ وہ میری گھبرو جوان بہن کے ہوتے ہوئے بیٹا نہ ہونے کا شکوہ کرتے ہوئے۔ میری آپی کی مونچھیں بنا دیں تو کیا کسی لڑکے سے کم ہیں۔"

صہیب کی مثال پر وہ بے ساختہ انداز میں چیخنے کے بعد ہنس پڑی تھیں۔ کب سے گم صم کھڑی علینہ نے بہن کو ہنستے دیکھ کر گہری سانس لی۔

"یہ ہوئی نا بات اور یہ میں آپ کے لیے لایا ہوں۔" صہیب نے جیکٹ کی جیب سے دو پیکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھائے۔ ناز نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ "آپ کے گفٹ ہیں اور انکار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بہن بھائیوں سے حق سے لیتی ہے اور یہ تو پھر میں اپنی کمائی سے لے کر آیا ہوں۔" ناز نے نظریں اٹھا کر صہیب کا چہرہ دیکھا۔ اس کی آنکھیں یکایک پانی سے بھر گئی تھیں اور وہ بے ساختہ اس کے ساتھ لگ گئی۔

"آپی میں آپ کو بہن کہتا ہی نہیں مانتا ہوں۔" وہ اس کے سر کو سہلاتے ہوئے بولا۔ "اب چھوڑیں یہ رونے دھونے کا پروگرام اور ٹریٹ کا بندوبست کریں، میں نے آپ سے زبردست ٹریٹ لینی ہے۔"

"ہاں جو تم کہو۔" ناز آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

"اور آپی میرا گفٹ ڈیو رہا کیونکہ میری ذرا کڑکی چل رہی ہے۔" ضمیر کان کھجاتے ہوئے بولا۔

"تمہاری جیب بھری کب ہوتی ہے۔" ناز نے اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا کر سر کھجانے لگا۔

"اور تم کیا کھڑی ہماری باتیں سن رہی ہو، چائے بناؤ۔" وہ علینہ کو دیکھ کر بولا اور وہ جو کچھ دیر پہلے صہیب کے لیے اچھا سوچ رہی تھی، اپنی سوچ پر لعنت بھیجی۔

"آپی آپ کی بہن بالکل آپ کے الٹ ہے۔ آپ اتنی اسٹائلش، ہر فن مولا، مسکراہٹ آپ کے ہونٹوں سے جدا نہیں ہوتی جبکہ یہ۔" اس نے علینہ کو دیکھ کر برا سا منہ بنایا۔ "ہر وقت سڑیل انداز، بندہ ہنستا ہوا اندر آتا ہے اور اس کا چہرہ دیکھ کر ایسے لگتا ہے پتا نہیں کون سا غمگین واقعہ ہو گیا ہے۔ نکمی چائے تک بنانی نہیں آتی۔ سڑ سڑ کر رنگ الگ کالا ہو گیا ہے۔ کون کرے گا اس سے شادی۔" آخر میں وہ پھر پٹڑی سے اتر گیا۔ علینہ اپنی اتنی بے عزتی پر جیسے پھٹ پڑی تھی۔

"کوئی نہ کرے شادی، کم از کم آپ کے پاس نہیں آؤں گی۔" اس کی بات پر ضمیر کے ساتھ ناز بھی مسکرا دی تھی۔ علینہ کو ناز سمیت سب پر غصہ آ رہا تھا جو اس کے مذاق اڑائے جانے پر مسکرا رہے تھے۔

"اپنی شکل دیکھی ہے چڑیا، میرا دماغ خراب ہے جو میں تم سے شادی کے بارے میں سوچوں۔ اتنی حسین لڑکیاں میرے آگے پیچھے پھرتی ہیں۔ انہیں بھی میں نے لفٹ نہیں کروائی، تم تو پھر شکل اور عقل دونوں سے پیدل ہو۔" وہ واقعی ناز کی طرح خوب صورت کانفیڈنٹ نہیں تھی جو مقابل کو اپنی خوب صورتی یا باتوں سے ڈھیر کر لیتی، لیکن اتنی کم تر بھی نہیں تھی جو صہیب اس کا مذاق اڑاتا۔ اس کا بس رونے پر چلتا تھا

http://booksbank.blogspot.com

اور وہ ہی وہ کر سکتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ضمیر سٹپٹا گیا تھا جبکہ ناز نے بے ساختہ آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔

"صہیب تم میری بہن کو تنگ مت کیا کرو۔" ناز نے خفگی سے اسے دیکھا۔ "اور تم بھی کسی کی باتوں کو دل پر لے رہی ہو' جاؤ جو وہ ایسا ہی ہے۔"

"تسلی دینے سے حقیقت نہیں بدل سکتی چوہیا بھی کبھی خوب صورت ہو سکتی ہے۔" وہ پھر مذاق اڑانے سے باز نہیں آیا تھا۔ علینہ نے زور زور سے روتے ہوئے چہرہ ناز کے کندھوں پر رکھ دیا۔

"صہیب اپنا منہ بند کرو اور جاؤ باہر خبردار جو اب دوبارہ میری بہن کا نام بگاڑا۔" اب کے ناز غصے سے بولی۔ "وہ ویسے ہی تمہیں پسند نہیں کرتی۔" وہ جو باہر جا رہا تھا ایک دم رکا اور آنکھیں کھول کر ناز کے پہلو میں لگی علینہ کو دیکھنے لگا۔

"تو میں کیا اسے پسند کروانے کے لیے مرا جا رہا ہوں۔ 'میں تو آج سو نہیں سکوں گا' مس ورلڈ حسن کی دیوی 'علینہ نعیم' صہیب راشد کو سخت ناپسند کرتی ہیں اور میرے خدا اب میرا کیا ہو گا۔" وہ دروازے کے ساتھ لگ کر رونے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔ ناز نے بڑی مشکل سے مسکراہٹ روک کر ضمیر کو اشارہ کیا جو اسے کھینچتا ہوا باہر لے گیا۔ باہر نکلتے ہی وہ دونوں ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گئے تھے۔

☼ ☼ ☼

"فاخرہ!" گھر میں داخل ہوتے ہی راشد صاحب نے غصے سے فاخرہ کو آواز دی تھی اور وہ جو کام والی ماسی سے اسٹور کی صفائی کروا رہی تھیں۔ گھبرا کر باہر نکلیں۔ "کیا ہوا راشد! خیریت ہے۔" راشد کو غصہ کم ہی آتا تھا اور اگر آج وہ غصے میں دکھائی دے رہے تھے تو ضرور کوئی وجہ تھی۔ "صہیب کہاں ہے۔"

"کیوں' کیا ہوا۔" وہ گھبرا کر پوچھنے لگیں۔

"میں کیا پوچھ رہا ہوں کہاں ہے وہ۔" وہ اب حلق کے بل چلائے۔

"وہ گھر پر نہیں ہے۔"

"بلاؤ اسے' جہاں بھی وہ ہے۔" کہہ کر وہ اس کے کمرے کی طرف بڑھ گئے' جبکہ وہ پریشانی سے صہیب کا نمبر ڈائل کرنے لگیں۔ راشد ابھی تک صہیب کے کمرے میں تھے' جبکہ وہ پریشانی سے گیٹ کے سامنے ٹہل رہی تھیں۔ پندرہ منٹ بعد انہوں نے اس کی بائیک کی آواز سنی تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ گیٹ کے اندر تھا۔

"خیریت مما! آپ نے اتنی ایمرجنسی میں مجھے کیوں بلوایا۔" وہ پریشانی سے ان کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"تمہارے پاپا بہت غصے میں ہیں۔"

"کیوں۔" وہ حیران ہوا۔

"پتا نہیں' لیکن مجھے لگتا ہے انہیں غصہ تم پر ہے۔ وہ تمہارے روم میں ہیں۔" فاخرہ کے کہنے پر وہ سرہلاتے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ فاخرہ بھی اس کے پیچھے تھیں۔ آہٹ پر راشد نے مڑ کر دیکھا اور اسے دیکھتے ہی ان کا جلال ان کے چہرے سے جھلکنے لگا۔

"یہ کیا ہے۔" راشد نے اپنی ہتھیلی اس کے سامنے پھیلائی' جس میں سگریٹ کی ڈبیا تھی۔ حیران پریشان کھڑی فاخرہ بے ساختہ دو قدم آگے آئی تھیں۔

"میں پوچھ رہا ہوں یہ کیا ہے۔" اب کے راشد صاحب زور سے بولے۔

"آئی ڈونٹ نو پاپا' میں نہیں جانتا یہ کہاں سے آئی' یہ سگریٹ میرے نہیں۔"

"تمہارے نہیں تو تمہارے کمرے میں تمہاری سائیڈ ٹیبل کی دراز میں کہاں سے آئے۔"

"تم اسموکنگ کرتے ہو صہیب۔" فاخرہ روہانسی ہو کر بولیں۔

"مما! میں نے آج تک کبھی سگریٹ کو ہاتھ بھی نہیں لگایا' میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں۔" ماں کے آنسو اور باپ کا غصہ دیکھ کر وہ کنفیوژ ہو گیا تھا۔

"پھر یہ کہاں سے آئے۔" راشد ایک بار پھر

دھاڑے۔ صہیب نے صرف ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر سچ بول دیا۔ "یہ ضمیر کے سگریٹ ہیں۔ وہ اسموکنگ کرتا ہے۔" فاخرہ نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ لیا' جبکہ راشد صاحب نے ڈبیا فرش پر پھینک دی۔

"بکواس کرتے ہو تم اپنی غلطی اب تم ضمیر پر ڈال رہے ہو اور اس کے لیے تمہارے پاس کیا جواب ہے' کیا یہ بھی ضمیر نے کیا ہے۔" انہوں نے اس کی مارک شیٹ اس کے آگے کی۔ وہ پورے دو سبجیکٹ میں فیل تھا۔ "بولو یہ بھی ضمیر نے کیا ہے۔" اب کے صہیب کچھ نہیں بولا تھا اس کا سر جھکا تھا۔

"یہ دیکھ لیا نا لاڈ پیار کا نتیجہ' پڑھائی میں زیرو' غلط حرکتیں' اوپر سے جھوٹ اور ایک اور کارنامہ سنو اپنے سپوت کا' جوان ہو گیا ہے تمہارا بیٹا لوگوں کی بیٹیوں کا پیچھا کرتا ہے' ان کے گھر فون کر کے انہیں تنگ کرتا ہے۔" وہ کہہ صہیب کو رہے تھے' لیکن مخاطب فاخرہ سے تھے' جن کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔ صہیب نے چونک کر سر اٹھایا۔

"یہ رابعہ کون ہے۔"

"میں نہیں جانتا پاپا۔" وہ حیران ہو کر بولا' لیکن اگلے ہی لمحے راشد صاحب کا زوردار تھپڑ اس کو دن میں تارے دکھا گیا تھا۔ وہ جیسے شاکڈ ہو کر باپ کا چہرہ دیکھنے لگا۔ جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا اسے یاد نہیں پڑتا تھا کہ اس کے ماں یا باپ نے اس پر ہاتھ اٹھایا ہو۔ فاخرہ نے بے ساختہ انداز میں آگے بڑھ کر راشد صاحب کا ہاتھ تھاما تھا۔

"کیا کر رہے ہیں راشد۔" انہوں نے صہیب کا شاکڈ چہرہ دیکھ کر راشد کو ٹوکا تھا۔

"ایک تھپڑ سے تمہاری یادداشت واپس آ گئی ہے یا میں خود یاد کرواؤں۔" صہیب اب بھی کچھ نہیں بولا' لیکن اس کے بھینچے ہوئے ہونٹ اس کے غصے کی ترجمانی کر رہے تھے۔

"رابعہ وہ لڑکی ہے' جس کا تم روز کالج تک پیچھا کرتے ہو۔ اس کے گھر فون کرتے ہو۔ آج اس کے والد میرے آفس آئے تھے کہ میں تمہیں سمجھاؤں نہیں تو وہ تمہیں سمجھائیں گے۔" راشد صاحب نے فاخرہ کو جتانے کے بعد اسے دیکھا۔ "میں اس نام کی کسی لڑکی کو نہیں جانتا۔" صہیب اس دفعہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔

"کیا یہ تمہاری بائیک کا نمبر نہیں۔" انہوں نے اس کی بائیک کا نمبر دہرایا۔ "یا یہ تمہارا موبائل نمبر نہیں۔ تمہارے کیے سب بے ہودہ میسجز بھی انہوں نے پڑھائے مجھے اور میرا دل چاہا زمین پھٹے اور میں اس میں سما جاؤں۔ کیا ہم نے تمہیں یہ سکھایا ہے' تمہاری اپنی کوئی بہن نہیں تو کیا تمہیں کسی اور لڑکی کی عزت کا بھی خیال نہیں۔"

"پاپا میں کہہ رہا ہوں نا کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا یہ سب ضمیر کی حرکت ہے۔ وہ میری بائیک لے کر جاتا تھا۔ اور میرا موبائل بھی استعمال کرتا تھا اور رابعہ نامی لڑکی سے اس کی دوستی تھی۔"

"اف صہیب بند کرو اپنی بکواس کیوں تم بار بار اپنی غلطی ضمیر پر ڈال رہے ہو۔ سب جانتے ہیں وہ ایسا لڑکا نہیں۔" صہیب نے بے بسی سے اپنے ماں باپ کو دیکھا۔

"بہتر ہو گا تم اپنی غلطی مان لو۔" راشد صاحب کے جتاتے ہوئے انداز پر اس نے سنجیدہ نظر ان پر ڈالی تھی۔

"جب میں نے کوئی غلطی کی نہیں تو میں کیسے اسے مان لوں۔"

"تو تم نہیں مانو گے۔"

"میں نے کچھ نہیں کیا پاپا۔" وہ مزید سنجیدگی سے بولا۔

"ٹھیک ہے تو تم جیسے نافرمان لڑکے کے لیے میرے گھر میں کوئی جگہ نہیں میں مزید تمہاری وجہ سے کوئی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا۔ تم جا سکتے ہو۔"

"راشد" فاخرہ کے جیسے دل پر گھونسا سا لگا تھا "یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ' وہ بچہ ہے بچوں سے غلطیاں ہو جاتی ہیں۔"

"تو اسے کہو اپنی غلطی مانے" انہوں نے کہہ کر

BOOKS BANK

رخ موڑ لیا تو فاخرہ نے ملتجیانہ انداز میں اس کا بازو تھاما۔ "صہیب بیٹا! ہم تمہارے پیرنٹس ہیں اگر تم سے غلطی ہوئی ہے تو مان لو ہم معاف کر دیں گے۔"

"مما! اگر میں نے ایسا کچھ کیا ہوتا تو میں ضرور مان لیتا لیکن کسی دوسرے کی غلطی کیوں میں اپنے سر لوں آپ ضمیر سے جا کر کیوں نہیں پوچھتیں۔" کہہ کر وہ رکا نہیں تھا۔

"صہیب" فاخرہ اس کو پکارتی ہوئیں اس کے پیچھے بھاگی تھیں جبکہ راشد صاحب نڈھال سے ہو کر وہیں بیٹھ گئے تھے۔

☼ ☼ ☼

زور سے آتی آواز سن کر ناز اور علینہ نے پہلے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دونوں تیزی سے باہر آئی تھیں جہاں شمیم ناصرہ کو صہیب کی سنا رہی تھیں۔

"اندھیر مچا دیا اس لڑکے نے غلطیاں خود کر کے نام میرے معصوم بیٹے پر لگا دیا میں کب سے اس لڑکے کی حرکتیں دیکھ رہی تھیں اور میں نے فاخرہ کو آگاہ بھی کیا تھا پر مجال ہے کوئی دھیان دیا ہو اب خود ہی بھگت رہے ہیں۔ بھئی سچی بات تو یہ ہے نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔"

"لیکن تایا صہیب تو بالکل ایسا نہیں۔"

"تو میں کیا جھوٹ بول رہی ہوں۔" ناصرہ کی طرفداری شمیم کو بری لگی تھی۔ "راشد تو اس سے اتنا ناراض تھا کہ اسے گھر سے نکالنے کے درپے تھا۔ اب فاخرہ اسے کینیڈا بھیج رہی ہے اپنے بھائی کے پاس۔"

ناز واپس کمرے میں آگئی اور اس کے پیچھے علینہ بھی۔

"آپ کہاں جا رہی ہیں۔" اسے جوتا پہنتے دیکھ کر علینہ نے پوچھا۔

"صہیب سے ملنے کیونکہ مجھے اس کہانی پر یقین نہیں آرہا جو تائی جی نے سنائی ہے۔" علینہ نے برا سا منہ بنایا۔

"پر مجھے تو کوئی شک محسوس نہیں ہوا مجھے تو شروع سے ان کی حرکتیں پسند نہیں اور یہ لڑکی والی بات اس پر تو مجھے سو فیصد یقین ہے وہ ہیں ہی ایسے کریکٹر لیس۔" آخری الفاظ اس نے زیر لب کہا تھا۔

"نہیں وہ شرارتی ہے منہ پھٹ ہے لیکن کریکٹر لیس نہیں۔" ناز غصے سے اسے دیکھ کر بولی تھی۔

"میں آتی ہوں۔" وہ مزید کچھ کہے بغیر باہر نکل گئی۔ جبکہ علینہ نے مسکرا کر کندھے اچکائے تھے کہ اللہ نے بدلہ لے لیا جو سلوک وہ اس سے کرتا رہا ہے۔

وہ ناک کر کے اندر آئی تو صہیب بیڈ پر لیٹا تھا۔ دروازہ کھلنے پر اس نے گردن گھما کر دیکھا اور اسے دیکھ کر ایک دم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپی! آئیں ناں۔" اس کے مسکرانے پر ناز بغور اس کا چہرہ دیکھتی ہوئی اس کے ساتھ بیٹھ گئی وہ اسے کافی کمزور لگا تھا صرف دو دنوں میں۔ "آپ بھی کوئی الزام لگانے آئی ہیں۔" اس کے لہجے اور الفاظ پر وہ تڑپ اٹھی تھی۔

"صہیب میں لگاؤں گی تم پر کوئی الزام اور دوسری بات کوئی پوچھے نہ پوچھے مجھے تم پر پورا یقین ہے میں کوئی تصدیق مانگنے نہیں آئی بس مجھے بھی سن کر اتنی تکلیف ہوئی کہ میں اسی طرح اٹھ کر آگئی۔"

"خوشی ہوئی آپی کہ کسی کو تو میرا یقین ہے۔ ورنہ میرے اپنے ماں باپ کو تو میرا یقین ہی نہیں۔"

"ایسا نہیں صہیب ان کو تم پر پورا یقین ہے۔"

"ہنہ" اس نے سر جھٹکا۔ "یہ یقین ہے کہ بات سنے بغیر کسی کی باتوں میں آکر مجھ پر فرد جرم عائد کر دیا۔ کسی کی غلطی مجھ پر تھوپ دی۔"

"تمہیں انہیں سچائی بتانی چاہیے تھی۔"

"کوشش کی تھی۔" وہ مایوسی سے بولا۔ "سب کام جو ضمیر نے کیے وہ اس نے مجھ پر لگا دیے اور میرے ماں باپ نے یقین بھی کر لیا۔"

بہرحال" اس نے گہرا سانس لیا۔ "میں اب یہاں رہنا ہی نہیں چاہتا۔" ناز نے چونک کر اسے دیکھا "مطلب" صہیب نے نظریں گھما کر ناز کا چہرہ دیکھا۔

"میں ماموں کے پاس جا رہا ہوں اور وہیں رہوں گا کیونکہ آپی میں ان لوگوں کے درمیان نہیں رہ سکتا جو مجھ پر اعتماد نہیں کرتے جو میرے کردار پر شک کریں جن کو مجھے صفائیاں دینی پڑیں۔ میں ان کے ساتھ رشتہ قائم نہیں رکھ سکتا۔"

اس کی بات سے ناز کو اندازہ ہو گیا کہ اس کا ارادہ پختہ ہے۔ ناز کی اس سے جو اٹیچمنٹ تھی اس کی وجہ سے اسے اس کے جانے کا دکھ ہو رہا تھا۔ یہی بات اس کی آنکھوں میں آنسو لے آئی جسے دیکھ کر صہیب بھی پریشان ہو گیا۔

"آپی پلیز آپ روئیں نہیں۔" اس نے ناز کا ہاتھ تھام لیا۔ "میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔"

"کب جا رہے ہو۔" وہ اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی۔

"آج رات کو۔"

"اتنی جلدی۔" وہ بے ساختہ بولی اور اگر میں نہ آتی تو تم نے ملنا بھی نہیں تھا مجھ سے۔" اس کے کہنے پر وہ نظریں چرا گیا۔

"آپی میں [illegible] کرتے ہوئے بھی مجرم بن گیا ہوں اور میرے اپنوں میں ہی چہرے ایسے ہیں جو میں دیکھنا نہیں چاہتا اس لیے جا رہا ہوں شاید دور رہوں تو بھول سکوں بہرحال۔" وہ سانس لے کر بولا۔ "آپ سے میں ہمیشہ رابطے میں رہوں گا۔"

"ٹھیک ہے اور اپنا بہت خیال رکھنا اور یہ مت سمجھنا کہ تم پر کوئی یقین نہیں کرتا سب کرتے ہیں اور سچائی دیر سے سہی چھپتی نہیں کبھی نہ کبھی سامنے آجاتی ہے تم اپنا دل کسی کی طرف سے برا مت کرو۔" وہ اس کا گال تھپتھپا کر مسکرا دی۔

☼ ☼

وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تو وہ خالی تھی حالانکہ کچھ دیر پہلے اسے آوازیں آرہی تھیں اس نے صوفے پر بیٹھ کر دونوں پیر بھی اوپر رکھ لیے اور ریموٹ اٹھا کر ٹی وی چلانے لگی تب ہی شمیم ہاتھ میں لفافہ لیے اندر داخل ہوئیں۔

"امی ناشتا ملے گا۔" شمیم نے صوفے پر بیٹھنے سے پہلے غصے سے اسے گھورا۔

"ہو گئی تمہاری صبح دوپہر کا ایک بج رہا ہے۔"

"اوفوہ امی اب صبح صبح لیکچر شروع نہ کر دیں۔" وہ بے زار سا چہرہ بنا کر بولی۔

"یہ لیکچر ہے یہ تمہاری عمر ہے ماں سے خدمتیں کروانے کی تمہاری عمر میں لڑکیاں سارا گھر سنبھال لیتی ہیں اور تم ماں کو کہتی ہو تمہیں ناشتا بنا کر دے۔"

"آپ نے نہیں دینا تو صاف بتا دیں اتنا دماغ کیوں پکا رہی ہیں۔" کاشفہ غصے سے بولتی ہوئی باہر نکل گئی۔ جبکہ اپنی ناخلف اولاد کی زبان کو شمیم کتنی دیر کوستی رہیں کاشفہ جب واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں چائے کا مگ تھا۔

"یہ کیا ہے۔" شمیم کے ہاتھ میں پکڑی تصویروں کو دیکھ کر کاشفہ نے پوچھا۔

"سہیل کے لیے۔" شمیم کے جواب پر کاشفہ نے ابرو اچکائے۔

"بھائی سے پوچھا آپ نے۔"

"کیوں اس سے کیوں پوچھوں۔" وہ ماتھے پر بل ڈال کر بولیں۔

"کیونکہ شادی بھائی نے کرنی ہے اور آپ کو پتا ہے وہ لڑکی ان میں سے کوئی نہیں۔" کاشفہ کے جتاتے ہوئے انداز پر ایک لمحے کے لیے ان کے ہاتھ رکے تھے۔

"جانتی ہوں اسی لیے تو کر رہی ہوں کیونکہ جو وہ چاہتا ہے میں ایسا نہیں چاہتی ناز مجھے بالکل پسند نہیں۔" کاشفہ ان کے انداز پر مسکرائی تھی۔

"پسند تو وہ مجھے بھی نہیں لیکن یہاں بات میری یا آپ کی پسند کی نہیں۔"

"یہ بھی جانتی ہوں لیکن مجھے جو کرنا ہے وہ تو میں کروں گی۔" کاشفہ نے بغور ان کا چہرہ دیکھا اور کندھے اچکا کر ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

رات کو کھانا کھانے کے بعد وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے شمیم کو لگا یہی مناسب موقع ہے جہاں بات کی جا سکے۔ وہ تصویروں والا لفافہ ہاتھ میں لیے اندر آئیں۔ "سہیل یہ دیکھو۔"

BOOKS BANK
http://booksbankpk.blogspot.com/

"یہ کیا ہے امی؟" سہیل نے کچھ حیران ہو کر وہ لفافہ تھاما۔ سہیل کے ساتھ باقی سب کی نظریں بھی اس سفید لفافے پر ٹھہر گئیں۔ پہلی تصویر کے بعد دوسری تیسری اور پھر چوتھی تصویر دیکھنے کے بعد وہ حیران نظروں سے ماں کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"یہ کیا ہے؟" اس کے پوچھنے پر ساتھ بیٹھے ضمیر نے تصویریں اس کے ہاتھ سے لے لیں۔

"یہ لڑکیوں کی تصویریں ہیں ان میں سے جو تمہیں اچھی لگے بتادو تاکہ وہاں میں رشتے کی بات چلا سکوں۔" سہیل کے لیے یہ بات اتنی اچانک تھی کہ وہ کچھ لمحوں کے لیے بول ہی نہیں سکا۔ "میں سالوں سے تم ہونے والے ہو پچھلے دو سالوں سے میں تمہارے پیچھے لگی ہوں شادی کرلو' ہر بار تمہاری ٹال مٹول ہوتی ہے۔ اس ٹال مٹول کے پیچھے جو بھی کوئی وجہ ہو مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں مجھے۔ بس اب تمہاری شادی کرنی ہے۔" انہوں نے سہیل کو کوئی موقع نہیں دیا کہ وہ ناز کا نام لے سکے اور اتنا وہ بھی جانتی تھیں کہ باپ کے سامنے وہ لحاظ میں ناز کا نام نہیں لے گا۔

"بھائی یہ والی لڑکی سب سے بہتر ہے۔" ضمیر نے شوخی سے ایک تصویر اس کے سامنے کی تو کاشفہ بھی اٹھ کر بھائیوں کے قریب آگئی۔

"شمیم بیگم میرا خیال ہے اتنا بڑا فیصلہ لینے سے پہلے باہمی مشورہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔" سرور صاحب بڑی سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔

"میں نے ابھی تو کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ ابھی صرف تصویریں دکھائی ہیں پھر باہمی مشورے سے ہی فیصلہ ہوگا۔"

"ٹھیک ہے اگر تمہیں سہیل کی شادی کا اتنا ہی شوق ہے تو کردیتے ہیں لیکن اس کے لیے ضروری نہیں گھر گھر جاکر بچیوں کو دیکھا جائے جبکہ گھر میں بچیاں موجود ہیں۔" شمیم کے سر پر دھماکا ہوا تھا وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ "مطلب" بڑی دقت سے ان کے منہ سے یہ لفظ نکلا تھا۔

"میں ناز کی بات کررہا ہوں میں نے شروع سے ہی سوچ رکھا ہے کہ سہیل کی شادی ناز سے ہوگی۔" سہیل جو پریشانی سے سوچ رہا تھا کیسے ناز کے بارے میں بات کرے ایک دم گہرا سانس لے کر ریلیکس ہوا تھا۔ کاشفہ نے ماں کی طرف دیکھا وہ جانتی تھی وہ اس وقت اپنا غصہ دبا رہی ہیں۔

"کیوں تمہیں کوئی اعتراض ہے۔" سرور صاحب نے اعتراض کے بارے میں ایسے پوچھا تھا جیسے کہ رہے ہو اعتراض کرکے دکھو۔

"جب آپ نے فیصلہ کرلیا ہے تو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔"

"نہیں تم کہہ سکتی ہو۔" انہوں نے جیسے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا۔

"مجھے سہیل کے لیے ناز پسند نہیں۔"

"کیوں؟" سرور صاحب نے ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا جبکہ سہیل نے بھی بڑی سنجیدہ نظران پر ڈالی۔

"مجھے نہیں پتا دونوں کا۔ ناز کی قابلیت سے آپ بہت اچھی طرح واقف ہیں ہمیشہ ٹاپ کرتی رہی ہے اور دو سال سے ملٹی نیشنل کمپنی میں بہت اچھی پوسٹ پر زبردست سیلری کے ساتھ کام کررہی ہے جبکہ سہیل گریجویٹ نہیں یہ الگ بات ہے کہ یہ بات ہمارے علاوہ کسی اور کو پتا نہیں اور دوسرا سہیل جاب نہیں کرتا وہاں سے بھی ہاں نہیں ہوگی۔ الٹا ہماری بے عزتی ہوگی۔"

"بس یہ بات تھی۔" سرور صاحب نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی۔ "یہ تعلیم شکل و صورت و قابلیت یہ باتیں غیروں میں دیکھی جاتی ہیں اپنوں میں نہیں اور تمہیں کیا لگتا ہے اپنی اتنی قابل بھتیجی کو میں غیروں میں بھیج دوں گا کبھی نہیں اور جہاں تک ہاں یا ناں کی بات ہے۔ میں جانتا ہوں میرا بھائی کبھی مجھے ناں کرہی نہیں سکتا کیوں سہیل تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟" آخر میں انہیں خیال آہی گیا کہ جس کی شادی کروانی ہے اس سے بھی پوچھ لیا جائے۔

"نہیں ابو آپ کی خوشی میں میری خوشی ہے۔" اس کے کہنے پر ضمیر اور کاشفہ نے مسکراتے ہوئے

BOOKS BANK
http://booksbank.blogspot.com

اس کا چہرہ دیکھا۔

"تو ابو ان میں سے میں کوئی پسند کرلوں۔" ضمیر نے شرارت سے ان تصویروں کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں بیٹا جی تمہیں بھی زحمت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تمہارے لیے بھی میں سوچ چکا ہوں۔ میں ناز کے ساتھ علینہ کا بھی ہاتھ مانگنے والا ہوں۔" انہوں نے شمیم بیگم کے سر ایک اور دھماکا کیا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔ شمیم دونوں ہاتھوں میں سر دیے بیٹھی تھیں۔ ایک نظر اسے دیکھ کر دوبارہ پہلی والی پوزیشن میں چلی گئیں۔

"امی یہ ہو کیا رہا ہے۔ آپ نے ابو کو منع کیوں نہیں کیا۔ ایک ناز باجی کو برداشت کرنا مشکل تھا اوپر سے یہ علینہ آپ جانتی ہیں وہ مجھے کتنی بری لگتی ہے۔ میں بطور کزن اسے پسند نہیں کرتی بھابھی بنانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور ابو نے کیا تماشا بنایا ہوا ہے جو وہ حکم دے دیں چاہے ہمیں پسند ہو یا نہیں ہمیں کرنا ہوگا کیا شادیاں بھی یوں تھوپی جاتی ہیں۔ کل میری شادی کی بات ہو تو ابو کہہ دیں کہ مجھے بھی زحمت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ میرے بارے میں سوچ چکے ہیں تو یہ ان کی بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ میں مان جاؤں گی مجھ پر یہ فارمولا اپلائی کرنے کی کوشش بھی نہ کریں۔ میرے ساتھ زبردستی کی نا تو میں گھر سے ہی بھاگ جاؤں گی۔" اتنے اشتعال سے بولنے کے بعد اس کا سانس پھول گیا تھا۔

"امی آپ سن رہی ہیں نا۔" اپنی بات کا ری ایکشن نہ دیکھ کر اس نے ان کا کندھا ہلایا تھا اور وہ جیسے پھٹ پڑی تھیں۔

"تم نے جو بکواس کی ہے سن لی ہے میں نے تم نے بھی جو کرنا ہے کرلو میری بلا سے۔" اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتیں دروازہ ناک کرکے ضمیر اندر آیا تھا۔

"کیا ہوا ہے آپ سب کمروں میں کیوں گھس گئے ہیں۔" وہ مسکرا کر کہتا ہوا بیڈ پر لیٹ گیا۔ جبکہ شمیم اور کاشفہ نے قہر بھری نظروں سے اس کی مسکراہٹ دیکھی۔

"کیا ابو نے آپ کے لیے جو فیصلہ کیا ہے آپ اس سے خوش ہو۔" کاشفہ کے سوال پر شمیم نے بھی اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

"میں ناخوش بھی نہیں ہوں۔ لیکن آپ لوگوں کا موڈ کیوں آف ہے۔" اب کے اس نے غور سے اپنی ماں اور بہن کے بگڑے ہوئے تاثرات دیکھے۔

"کیونکہ امی کو نہ ناز باجی پسند ہیں اور نہ علینہ۔" کاشفہ کے کہنے پر وہ سوالیہ نظروں سے ماں کا چہرہ دیکھنے لگا۔ "کیوں امی آپ کو کیوں اعتراض ہے۔"

"بس ہے اعتراض اور کسی کو ناپسند کرنے کے لیے ضروری نہیں کوئی وجہ ہو۔"

"اچھا" وہ مسکرایا تھا۔ "اچھی لاجک ہے یہ لاجک آپ نے ابو کو بھی دی تھی۔"

"میرے ساتھ زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں نہ اپنے باپ کا طرف دار بنو۔" ضمیر اٹھ کر ان کے قریب آیا۔

"امی ناز باجی سہیل بھائی کو پسند ہیں سہیل بھائی خوش ہیں اس رشتے سے۔"

"وہ تو میں شروع سے ہی دیکھ رہی ہوں تم اپنی بات کرو۔" اب کہ انہوں نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔

"خیر میری تو شروع سے ایسی کوئی خواہش نہیں تھی لیکن جب ابو نے علینہ کا نام لیا تو مجھے کوئی حرج بھی نہیں لگا۔ کیونکہ میرے جیسے آدمی کے ساتھ گزارا کرنے کے لیے علینہ جیسی الو لڑکی ہی صحیح رہے گی۔ زیادہ چوں چرا کرنے والی لڑکیاں مجھے پسند بھی نہیں اور دوسری اہم بات میں علینہ کے پروپوزل سے نا کر کے ابو سے دشمنی مول نہیں لے سکتا۔ ابھی تک میں بے کار ہوں اور ابو کی کمائی پر چل رہا ہوں نہ کر کے فاقوں مرنا۔" کہہ کر اس نے بہن اور ماں کی شکل دیکھی جو اس کی بات سے اتفاق کر رہی تھیں۔ "ویسے تم دونوں بھائیوں نے کبھی یہ سوچا ہے کہ تم لوگوں کی ماں کے

بھی کچھ ارمان ہیں۔"

"تو امی پورے کریں اپنے ارمان کس نے روکا ہے۔"

"کیا خاک پورے کروں اپنے ارمان۔ جہیز کے نام تنکا بھی نہیں ملنا۔ بیٹوں کی ماں کیا کچھ نہیں کرتی اور میں تو بہوئیں بھی اپنی پسند سے نہیں لاسکی اور وہ دونوں بہنیں تمہارے باپ کی چہیتیاں ابھی سے میرے بیٹے پر مونگ دلتی ہیں بعد میں پتا نہیں کیا کریں گی۔" آخر میں انہوں نے اپنی آواز میں رقت پیدا کرلی ضمیر نے انہیں بازو کے گھیرے میں لے لیا۔

"کیوں فکر کرتی ہیں۔ امی سہیل بھائی کا تو مجھے پتا نہیں لیکن خود کی میں گارنٹی دیتا ہوں علینہ وہی کرے گی جو آپ اسے حکم دیں گی میری طرف سے آپ کو پوری اجازت ہے۔ اس کے بال کھینچیں، چٹکیاں کاٹیں جھاڑو لگوائیں برتن دھلوائیں۔ جو مرضی کریں۔" شمیم نے جانچتی نظروں سے اپنے ہونہار بیٹے کا چہرہ دیکھا۔ جہاں مذاق کی رمق بھی نہ تھی۔ ان کے جلتے دل میں کچھ تو ٹھنڈک پڑی تھی۔

☆ ☆ ☆

ناصرہ اور علیم نے حیرت سے بڑے بڑے مٹھائی کے ٹوکرے کو دیکھا تھا۔

"خیریت بھائی صاحب یہ کس خوشی میں۔" سب سے پہلے علیم نے سوال کیا تھا۔

"بتاتا ہوں ذرا راشد اور فاخرہ بھی آجائیں۔" ناصرہ نے بے ساختہ علیم کا چہرہ دیکھا جو بھائی اور بھابھی کے انداز سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"ناز بیٹا تم ذرا اتنی دیر میں اچھی سی چائے بنا کر لاؤ۔"

"جی تایا جی۔" وہ مسکراتی ہوئی کچن میں آگئی۔ جہاں علینہ پہلے سے موجود تھی۔ اور چائے کا پانی رکھ چکی تھی۔

"یہ تایا جی اتنی مٹھائی کیوں لے کر آئے ہیں۔" علینہ کے لہجے کے ساتھ چہرے پر بھی الجھن تھی۔

"شاید سہیل یا ضمیر کی نوکری لگ گئی ہو یا ہو سکتا ہے ان کا رشتہ طے کردیا ہو۔" ناز کیبنٹ سے کپ نکالتے ہوئے بولی۔

"اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کا رشتہ مانگنے آئے ہوں۔" علینہ نے شرارتی انداز میں مذاق کیا تھا لیکن ناز کو اس کا یہ مذاق بالکل پسند نہیں آیا تھا۔

"علینہ مجھے اس قسم کا بے ہودہ مذاق بالکل پسند نہیں۔" علینہ نے ایک نظر بہن کے ناراض چہرے کو دیکھا تو خاموش ہوگئی۔

"السلام علیکم۔" فاخرہ اور راشد ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔ "آؤ بھئی فاخرہ اور راشد تم لوگوں کا ہی انتظار ہو رہا تھا۔"

"خیریت بھائی صاحب اتنی ایمرجنسی میں بلوایا آپ نے۔" فاخرہ نے حیرت سے مٹھائی کے ٹوکرے دیکھ کر سرور صاحب سے پوچھا تھا۔

"میں کوئی سسپنس نہیں رکھوں گا سیدھی سیدھی بات کروں گا۔ میں یہاں ناز اور علینہ کا رشتہ لینے آیا ہوں۔ مٹھائی اس لیے لے کر آیا ہوں کہ میں پوچھنے نہیں رشتہ پکا کرنے آیا ہوں اور مجھے امید ہے میرا بھائی مجھے انکار نہیں کرے گا۔" ناصرہ نے فوراً علیم صاحب کا چہرہ دیکھا۔ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ وہ فوراً ہاں کریں۔

"بھائی صاحب دونوں بچیاں آپ کی ہیں پر اتنی جلدی کیا ہے اور علینہ وہ تو ابھی گریجویٹ کر رہی ہے۔" آخر کار وہ ہمت کرکے بول پڑی تھیں جواباً علیم صاحب نے غصیلی نظر ان پر ڈال کر انہیں مزید کچھ کہنے سے روکا تھا۔

"ناصرہ جانچ پرکھ۔ غیروں میں کی جاتی ہے اپنوں میں نہیں کیوں تمہیں اس رشتے پر اعتراض ہے۔" سرور صاحب کو ناصرہ کا بولنا برا لگا تھا۔

"نہیں بھائی صاحب ایسی بات نہیں۔" وہ گھبرا کر بولیں۔ تب ہی ناز چائے کی ٹرے لیے اندر آئی تھی ناصرہ نے بغور اس کا چہرہ دیکھا اس کا چہرہ سپاٹ تھا انہیں اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ سن چکی ہے یا نہیں۔

BOOKS BANK http://bookspk.blogspot.com

سب کچھ سنتی دیکھتی فاخرہ نے پہلے اپنے شوہر کو سوالیہ نظروں سے دیکھا اور ان کی طرف سے مثبت اشارہ ملنے پر وہ بول اٹھی تھیں۔

"معذرت چاہتی ہوں میں درمیان میں بول رہی ہوں لیکن بولنا ضروری ہے۔ بھائی صاحب" وہ سرور صاحب کو مخاطب کر کے بولیں "جس طرح آپ کو ناز پسند ہے اسی طرح مجھے اور راشد کو علینہ بہت پسند ہے اور تایا تائی ہونے کے ناطے ہمارا ابھی کچھ حق بنتا ہے۔ ایک بیٹی آپ کے گھر جائے گی تو دوسری بیٹی پر ہمارا ابھی کچھ حق بنتا ہے۔" فاخرہ کے کہنے پر ناصرہ نے بڑی ممنون نظروں سے اپنی جٹھانی کو دیکھا جو ان کی نظروں میں دیکھ کر تسلی دینے کے انداز میں مسکرائی تھیں۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں علینہ پر تمہارا ہی حق بنتا ہے۔" سب سے پہلے بولنے والی شمیم تھیں "اور اصول کی بات بھی یہی ہے کیوں سرور صاحب" آخر میں انہوں نے اپنے شوہر سے پوچھا تھا سرور صاحب کچھ کہنے کی بجائے علیم کی طرف دیکھنے لگے۔

"بولو علیم۔" اب کے راشد صاحب بھی بولے تھے۔

"میں کیا بولوں بھائی صاحب، مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آرہا کہ یوں اچانک میری پریشانیوں کا سدباب ہو گا۔" وہ واقعی خوش ہو گئے تھے۔ سب کچھ "آنا" "فانا" طے پا گیا تھا اور جن دو کے مستقبل کا فیصلہ ہوا تھا وہ دونوں خوش نہیں تھیں لیکن یہاں زبان کھولنے کی اجازت بھی نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

دروازہ کھلنے پر دونوں نے چونک کر دروازے کو دیکھا جہاں ناصرہ کھڑی تھیں۔ وہ چپ چاپ خاموشی سے آکر ناز کے قریب بیٹھ گئیں۔ ابھی کچھ دن پہلے کی بات ہے جب ناز نے انہیں اپنے کولیگ کے بارے میں بتایا تھا جو اپنا پروپوزل بھیجنا چاہتا تھا۔ ابھی وہ سوچ رہی تھیں کیسے علیم صاحب سے بات کی جائے کہ یہ ہو گیا جو ان کے گمان میں بھی نہیں تھا۔ "مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ وہ یوں اچانک آجائیں گے اور رسم بھی کر جائیں گے۔" علینہ نے اپنی ماں کو کہتے ہوئے سنا تھا۔

"اور اگر آپ کو پتا ہوتا تو بھی آپ کیا کر سکتی تھیں۔" جواباً ناز کا لہجہ سخت اور جتاتا ہوا تھا۔

"ناز"

"پلیز ماما مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی میں شروع سے ہی سنتی آرہی ہوں کہ ہمارے باپ کے لیے بیٹیاں بوجھ ہیں اور بوجھ تو پھر یونہی اتارے جاتے ہیں ٹھیک کیا پاپا نے میں اس سے زیادہ ان سے امید کر بھی نہیں سکتی تھی۔"

علینہ کا دکھ کچھ اور بڑھ گیا باپ کو تو کبھی پروا تھی نہیں اور ماں کو بھی ناز کی فکر تھی کسی نے اس سے پوچھا بھی نہیں کہ وہ خوش ہے یا نہیں۔ "میں کوشش کرتی ہوں تمہارے پاپا سے بات کرنے کی۔" ناصرہ اٹھتے ہوئے بولیں۔

"کوئی فائدہ نہیں ماما الٹا آپ کی بے عزتی ہو گی چھوڑ دیں اس بات کو کہہ رہی ہوں نا میں۔" وہ کہہ کر لیٹ گئی تو ناصرہ سر جھکا کر باہر نکل گئیں علینہ کو بہن کی ناپسندیدگی پر حیرت ہوئی تھی۔ اس کے نزدیک سہیل بھائی بے شک پڑھے لکھے نہیں تھے پر شریف تھے ناز کو پسند کرتے تھے وہ اس کے نزدیک ہر لحاظ سے صہیب سے بہتر تھے پھر اس کی بہن خوش کیوں نہیں تھی۔

"باجی آپ خوش نہیں۔" ماں کے نکلتے ہی اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا تھا۔

"سو جاؤ علینہ مجھے نیند آرہی ہے لائٹ آف کر دو۔" علینہ نے ایک نظر اس کی پشت کو دیکھا وہ تو ناز کو بتانا چاہتی تھی کہ اسے صہیب پسند نہیں لیکن وہ تو خود پریشان تھی۔ وہ چپ کی چپ رہ گئی اور اٹھ کر لائٹ آف کر دی۔

ناصرہ نے دودھ کا گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور خود بیڈ کے دوسرے کونے میں آکر لیٹ گئیں۔

"آج میں بہت خوش ہوں۔" علیم نے ٹی وی پر سے نظریں ہٹا کر انہیں دیکھا۔ "مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا میرے دونوں بھائی یوں میرے سر کا بوجھ اپنے سر لے لیں گے۔" ناصرہ نے بے ساختہ گہرا سانس لیا۔

"پھر وہی بوجھ پتا نہیں آج تک علیم صاحب کو یہ احساس کیوں نہیں ہوا ان کی بیٹیاں کتنی حساس نیک اور فرمانبردار ہیں بیٹوں سے بڑھ کر ہیں اگر بوجھ ہوتیں تو یوں گھر بیٹھے رشتے نہ آجاتے۔" انہوں نے گہرا سانس لے کر خود کو بات کرنے کے لیے تیار کیا۔

"آپ کو اتنی جلدی ہاں نہیں کہنا چاہیے تھا کم از کم مجھ سے ہی مشورہ کر لیتے میں بھی ان بچیوں کی ماں ہوں۔" علیم صاحب کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئی تھیں۔

"یہی تو افسوس ہے کہ تم بچیوں کی ماں ہو۔ بیٹوں کی ماں ہوتیں تو تمہاری بات کو شاید میں اہمیت بھی دیتا۔ کیا برا کیا میں نے تم تو چاہتی ہی ہو گی کہ میرے بھائی مجھ سے دور ہو جائیں وہ اتنے مان سے آئے تھے اور میں انہیں انکار کر دیتا۔" ان کے تیکھے لہجے پر وہ گھبرا کر بولیں۔

"میرا مطلب یہ نہیں تھا علینہ اور صہیب کو لے کر میں مطمئن ہوں لیکن ناز اور سہیل کے مزاج میں بہت فرق ہے۔"

"مثلاً" علیم صاحب اب ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

"ایک تو سہیل کی ایجوکیشن دوسرا اس کی جاب کوئی نہیں۔ وہ بہت جذباتی اور غصہ ور ہے چھوٹی چھوٹی باتوں پر برہم ہو جاتا ہے جبکہ ناز کا آپ کو پتا ہے وہ ان باتوں کو پسند نہیں کرتی۔ ناز کے لیے اسی طرح کا لائف پارٹنر ہونا چاہیے تھا جس سے اس کی ذہنی ہم آہنگی ہو۔ آخر زندگی اس نے گزارنی ہے اور ابھی بھی وہ بالکل خوش نظر نہیں آرہی تھیں اور یہ تو آپ جانتے ہیں وہ ناز کو پسند بھی نہیں کرتیں۔ ان کی عادت سے بھی آپ واقف ہیں شادی کے بعد ناز کا جینا دوبھر کر دیں گی۔"

"بھول گیا تم نے" ان کی اتنی طویل بات پر ان کی خاموشی محسوس کر کے وہ سمجھیں کہ وہ سمجھ رہے ہیں لیکن نہیں یہ ان کی غلط فہمی تھی۔

"ناز اور علینہ کی شادی میرے بھائیوں کے گھر ہی ہو گی اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے اور اگر تمہارے علاوہ تمہاری بیٹیوں میں سے کسی کو ذرا سا بھی اعتراض ہے تو انہیں کہو اپنا اعتراض یہیں ختم کر لیں۔ میں کوئی فضول بات نہیں سننا چاہتا اور اگر مجھے ناز یا علینہ سے متعلق کوئی بھی شکایت ملی تو میں انہیں زمین میں گاڑ دوں گا مجھے اپنی عزت ہر چیز سے زیادہ پیاری ہے۔" کہہ کر انہوں نے دوبارہ نظریں ٹی وی اسکرین پر ٹکا دیں جبکہ وہ آنسو پیتی رہ گئیں۔

☼ ☼ ☼

صہیب کا میسج پڑھ کر وہ لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھ گئی تھیں۔ کیم آن کرتے ہی صہیب کا مسکراتا ہوا چہرہ ان کے سامنے ہی تھا۔

"کیسے ہو میری جان۔"

"میں بالکل ٹھیک ہوں مما آپ سنائیں۔"

"میں بھی ٹھیک ہوں کیا کر رہے تھے؟"

"کچھ خاص نہیں ابھی کام سے واپس آیا ہوں شاور لیا اب کھانا کھانے لگا ہوں۔"

"کیا کھانے لگے ہو؟" وہ اس کے آگے رکھی پلیٹ میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگیں۔

"دیکھ لیں۔" اس نے پلیٹ اٹھا کر ان کے سامنے کی۔ اس میں رکھا سینڈوچ کو دیکھ کر فاخرہ کا دل برا ہو گیا۔

"یہ کھانا ہے؟"

"اسے کھانا ہی بولتے ہیں مما۔" وہ بڑی رغبت سے سینڈوچ کا بائٹ لیتے ہوئے بولا۔

"گھر میں کچھ نہیں پکا تھا۔"

"ممانی کہاں ہے تمہاری؟"

"پتا نہیں میں آیا تو وہ دونوں گھر پر نہیں تھے۔"

"اور نتاشا؟" انہوں نے اپنی بھتیجی کا نام لیا۔

BOOKS BANK
http://booksbankpk.blogspot.com

"وہ گھر پر تھی پر جب میں آیا تو وہ کہیں جا رہی تھی۔" وہ اب سینڈوچ ختم کر چکا تھا اور کوک کا ٹن اس کے ہاتھ میں تھا۔

"اس سے کہتے وہ کچھ بنا رہی۔" ان کے کہنے پر اس نے دل کھول کر قہقہہ لگایا۔

"یہ کینیڈا ہے پاکستان نہیں جو میری کزن مجھے مہمان یا گھر کا فرد سمجھ کر اپنا پروگرام کینسل کر کے میرے لیے کھانا بناتی اور دوسری بات یہ کہ اسے کوکنگ بالکل نہیں آتی۔" وہ ساتھ ساتھ کوک کے گھونٹ بھی بھر رہا تھا۔

"خیر چھوڑیں سب یہ بتائیں آپ سارا دن کیا کرتی ہیں۔"

"کچھ خاص نہیں بس بور ہی ہوتی ہوں مجھ کو ہوتا نہیں۔ آج سرور بھائی کا فون آیا کہ سب کے گھر آجائیں ہم حیران ہوئے اتنے شارٹ نوٹس پر کیوں بلوایا ہے۔ وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں ٹیبل مٹھائی کے ٹوکرے سے بھرا ہے۔" آپ کی بار کرسی پر جھولتا صہیب رک گیا اور قدرے آگے کو جھک آیا۔

"خیر تھی۔"

"وہ ناز کی بات پکی کرنے آئے تھے۔" صہیب سن کر حیران ہوا "اور چاچو مان گئے۔"

"مان گئے خوشی خوشی مان گئے۔"

"اور آپی وہ خوش تھیں۔" اب کے وہ پریشانی سے بولا۔

"پتا نہیں مجھے اس کا اندازہ نہیں ہو سکا۔"

"اچھا۔" وہ سر جھکا کر سوچ میں پڑ گیا جبکہ فاخرہ سوچ رہی تھیں کیسے بات شروع کریں۔

"صہیب تمہارا شادی کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

"میرا۔" وہ حیران ہوا۔ "میرا یہاں کیا ذکر۔"

"کوئی لڑکی پسند ہے۔"

"نہیں۔" وہ اب مسکرا دیا تھا۔

"پکی بات ہے نا۔"

"مما۔" وہ اب قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔ "مجھے نیند آرہی ہے کل بات کریں گے۔"

"صہیب رکو مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔"

"جی بولیں۔" وہ جمائی روک کر بولا۔

"اگر میں تمہارے لیے کوئی لڑکی پسند کروں تو تمہیں اعتراض تو نہیں ہوگا۔"

"مما۔" وہ زچ ہو کر بولا۔

"جو پوچھا ہے صہیب وہ بتاؤ۔" "نہیں مما کیوں ہوگا آپ کی پسند میری پسند ہے۔"

"شیور۔" وہ پھر یقین مانگ رہی تھیں۔

"ہاں مما۔"

"تو بس پھر تیار ہو جاؤ میں نے تمہاری منگنی طے کر دی ہے۔"

"میری منگنی؟" اسے لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"ہاں تمہاری منگنی۔"

"مما۔" وہ حیرت سے گرنے کے قریب تھا۔ "کس سے؟"

"علینہ سے۔" اب کی بار لگنے والا جھٹکا پہلے سے شدید تھا۔

"مما یہ سب کیا ہے میری منگنی آپ نے طے کر دی اور مجھ سے پوچھنے کی زحمت تک نہ کی۔"

"آئی نو بیٹا پر سب اتنا اچانک ہوا میں نے سوچا تھا کہ پہلے تم سے بات کروں گی، لیکن آج جب اچانک سرور بھائی نے بلایا تو مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ وہ علینہ کی بات کرنے والے ہیں۔ مجھے اور تمہارے پاپا کو بھی علینہ بہت پسند ہے۔ اگر ہم اس وقت بات طے نہ کرتے تو اتنی اچھی لڑکی ہاتھ سے نکل جاتی۔" ان کے مسکرانے پر بھی وہ مسکرا نہیں سکا۔

"صہیب بیٹا کیا تمہیں علینہ پسند نہیں؟"

"بالکل نہیں مما۔" وہ دوٹوک انداز میں بولا۔

"لیکن کیوں بیٹا وہ تو بہت پیاری بچی ہے۔"

"مما وہ ہوگی اچھی، لیکن وہ میرے ٹائپ کی نہیں اب اگر میں علینہ کو اپنی بیوی کے طور پر دیکھوں تو مجھے امیج پر پوری نہیں اتر رہی بچپن سے میری اس کی کبھی بنی نہیں۔ عجیب بے وقوف غصیلی سی ہے۔" اس کی باتیں سن کر فاخرہ ہنس پڑی تھیں۔

"بس اتنی سی بات ہے۔"

"یہ اتنی سی بات ہے۔" اس نے آنکھیں پھیلائیں۔

"ہاں کیوں کہ تم ابھی تک علینہ کو اسی اینگل میں دیکھ رہے ہو، چار سال سے تم نے اسے نہیں دیکھا کافی پیاری ہو گئی ہے۔" وہ شرارتی انداز میں بولیں۔

"اور دوسرا بیٹا لڑکیاں ماں باپ کے گھر ایسی ہی ہوتی ہیں بچپنا بس رخصت ہو جاتا ہے جب وہ سسرال میں قدم رکھتی ہیں اور علینہ تمہارے لیے بہت اچھی بیوی ثابت ہوگی۔ یہ میں تم سے کہہ رہی ہوں۔" وہ بولا کچھ نہیں تھا پر فاخرہ کو اس کا پرسوچ انداز صاف محسوس ہو رہا۔ "صہیب جب تمہاری اپنی کوئی پسند نہیں تو ماں باپ کی پسند پر اعتبار کر کے دیکھو۔"

"اوکے مما۔ جو آپ کو ٹھیک لگے فی الحال تو مجھے بہت نیند آرہی ہے۔" اسے واقعی اتنی تھکن تھی کہ وہ سونا چاہتا تھا دوسرا ابھی وہ کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

"اوکے اللہ حافظ اپنا خیال رکھنا۔"

"آپ بھی۔" اس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور گرنے کے انداز میں بیڈ پر لیٹ گیا۔ اگلے کچھ لمحوں میں وہ گہری نیند میں تھا۔

☼ ☼ ☼

"کس سے ملنا ہے آپ کو؟" ریسپشن پر موجود لڑکی نے بڑے مصروف انداز میں اس سے پوچھا تھا۔

"مجھے مس ناز علیم سے ملنا ہے۔" "آپ" لڑکی نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ "آپ کون؟"

"میں ان کا منگیتر۔" اس نے منگیتر پر زور دے کر کہا اس بار اس لڑکی نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا اور فون اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا اور ناز کا پوچھ کر فون بند کر دیا۔

"سر ابھی کچھ دیر پہلے مس ناز کسی میٹنگ کے سلسلے میں باہر گئی ہیں۔" سہیل کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ "کب تک وہ آئے گی؟"

"کوئی آئیڈیا نہیں سر۔" وہ گھڑی دیکھ کر بولی۔

"ٹھیک ہے میں انتظار کرتا ہوں۔" لڑکی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا وہ دوبارہ فائل پر جھک گئی تھی جبکہ وہ اپنے اشتعال کو دبانے کے لیے ٹہلنے لگا تھا۔

دو ڈھائی گھنٹے انتظار کرنے کے بعد جب اس کی ٹانگیں اور ہمت دونوں جواب دے گئیں تو اس نے جانے کا سوچا تھا۔ اس سے پہلے وہ باہر نکلتا اس نے گلاس ڈور سے پار ناز کو ایک ہینڈسم آدمی کے ساتھ باتیں کرتے آتے دیکھا۔ اندر داخل ہوتے ہی ناز کی نظر سہیل پر پڑی تو نہ صرف اس کے چلتے قدم رک گئے بلکہ زبان بھی۔ وہ چہرے پر حیرت لیے اس کی طرف بڑھی۔

"تم یہاں خیریت ہے؟" وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔ کیوں کہ آج سے پہلے گھر سے کوئی یوں نہیں آیا تھا۔

"ہاں خیریت ہی ہے تمہیں لینے آیا تھا، تم تو اور ہی کہیں نکلی ہوئی تھیں۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہتے ہوئے کٹیلی نظروں سے ناز کے ساتھ کھڑے اس آدمی کو دیکھا اور اس کی نظروں کے تعاقب میں ناز نے

"اظفر یہ میرے کزن سہیل اور یہ میرے کولیگ اظفر ہیں۔"

"تم نے پورا تعارف تو نہیں کروایا میرا۔ میں ناز کا منگیتر بھی ہوں۔" سہیل کے طنزیہ اور جتاتے ہوئے انداز پر اظفر نے ایک نظر ناز کو دیکھا جو اس کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔

"بہت مبارک ہو آپ کو۔" اظفر نے سنبھل کر سہیل سے ہاتھ ملایا تھا۔ "اوکے ناز آپ بات کریں میں یہ فائل باس کو دکھا دیتا ہوں۔" وہ انہیں اکیلا چھوڑ کر خود اندر کی طرف بڑھ گیا۔ ناز نے گہرا سانس لے کر کٹیلی نظروں سے سہیل کی طرف دیکھا۔ "گھر میں تو تم سے ملاقات ہوتی نہیں تو سوچا یہاں آ کر مل لوں۔"

http://booksbank.blogspot.com/ BOOKS BANK

"یہ میرا آفس ہے سہیل۔" اس نے ناگواری کو بمشکل کنٹرول کر کے کہا تھا۔

"جانتا ہوں میں بھی یہی سمجھا تھا پر یہاں تو کچھ اور معاملہ ہی لگ رہا ہے۔"

"کیا مطلب؟" سہیل کے طنزیہ انداز پر اب وہ غصے سے بولی تھی۔

"کچھ نہیں ابھی چلو میرے ساتھ لنچ اکٹھے کرتے ہیں۔" ناز نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ "ابھی مشکل ہے پھر کبھی۔"

"کیوں منگیتر کے ساتھ جاتے تمہیں مشکل لگ رہا ہے اور کولیگ کے ساتھ تو بڑی خوش نظر آرہی تھیں۔" ناز کوئی سخت بات کہنا چاہتی تھی لیکن جہاں وہ کھڑی تھی وہاں اس کی عزت تھی وہ اپنا تماشا نہیں بنا سکتی تھی سو خاموشی سے کاؤنٹر کی طرف مڑ گئی اس لڑکی سے کچھ کہا اور اس کے قریب آکر بولی۔ "چلو" وہ دونوں مکمل خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے جب سہیل نے اس خاموشی کو توڑا تھا۔

"مجھے امید نہیں تھی کہ تم میرے ساتھ آؤ گی" اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا بس خاموشی سے پلیٹ میں چمچ گھماتی رہی۔

"تم اس منگنی سے خوش نہیں؟" سہیل کے سوال پر اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم یہ پوچھنے کے لیے مجھے یہاں لائے ہو"

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔"

"اس سوال کا جواب بنتا بھی نہیں۔"

"تمہارا رویہ تو یہی کہتا ہے کہ تم خوش نہیں۔"

"تمہاری غلط فہمی ہے۔"

وہ کہہ کر دائیں طرف دیکھنے لگی۔

"تو تم اتنی بے زار اور خاموش کیوں ہو۔"

"میں تو ہمیشہ سے ہی ایسی ہوں یہ الگ بات ہے کہ تم نے نوٹ اب کیا ہے۔" اس نے چمچ پلیٹ میں رکھ کر پلیٹ پیچھے کھسکا دی۔ سہیل اب پرسوچ انداز میں اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا یہ جو کولیگ ابھی تمہارے ساتھ تھا یہ وہی ہے نا جو پہلے بھی تمہیں گھر چھوڑنے آیا تھا۔" ناز نے سہیل کی طرف دیکھتے ہوئے دل میں اس کی یادداشت کو داد دی تھی۔ "ہاں"

"کافی کلوز لگتا ہے تمہارے۔" سہیل کے چبھتے ہوئے انداز پر اس کے پاس بس خاموشی تھی۔

"مجھے تمہارا یوں لڑکوں کے ساتھ پھرنا اور ان کا تمہیں گھر ڈراپ کرنا بالکل پسند نہیں بہتر یہی ہو گا تم جاب چھوڑ دو۔" ناز کو جیسے جھٹکا لگا تھا۔ "کیوں..."

"یہ جاب چھوڑوں کیوں۔" "کیوں کہ میں تمہارا ہونے والا شوہر ہوں اور میں یہ کہہ رہا ہوں۔"

"ہونے والا لیکن ہوئے نہیں"

"تو تم یہ جاب نہیں چھوڑو گی۔" سہیل کے انداز میں جیسے کوئی دھمکی پنہاں تھی۔

"نہیں اور اگر تمہیں پسند نہیں تو تم یہ منگنی توڑ سکتے ہو۔" کہہ کر وہ کھڑی ہو گئی تھی جبکہ سہیل کئی لمحوں تک کچھ بول بھی نہیں سکا اور پھر وہ بل پے کر کے لمبے لمبے ڈگ بھرتا گاڑی کے پاس پہنچا جہاں وہ پہلے سے کھڑی تھی۔

بطور کزن بھی سہیل اسے کبھی پسند نہیں تھا اس کو تایا جی کے علاوہ ان کے گھر کا کوئی فرد پسند نہیں تھا۔ لیکن باپ کے آگے وہ بول نہیں سکی۔ اسے لگا شاید یہی فیصلہ اس کے حق میں بہتر ہے۔ لیکن آج منگنی کے بعد بطور منگیتر سہیل نے جس سوچ کا مظاہرہ کیا تھا وہ اپنا مستقبل دیکھ سکتی تھی تاریک اور گھٹن زدہ۔

☼ ☼ ☼

وہ کمرے میں لیٹی اپنی سوچوں میں الجھی تھی جب اس کا موبائل بجا۔ اس نے اسکرین کی طرف دیکھا صہیب کی کال تھی۔ اس نے بے ساختہ مسکراتے ہوئے فون آن کیا تھا "کیسی ہیں آپی" وہ چھوٹتے ہی بولا۔

"میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو"

"میں بھی ٹھیک ہوں آپ یہ بتائیں یہ میں کیا سن رہا ہوں آپ سہیل بھائی سے منگنی کس کے کہنے پر

مان گئیں۔" ناز کے مسکراتے ہونٹ سکڑ گئے تھے اس کی خاموشی پر صہیب زور سے بولا تھا "آپی"

"ہاں صہیب سن رہی ہوں۔" وہ تھکے ہوئے انداز میں بولی تو صہیب چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا۔ "میں تو کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔"

صہیب کے کہنے پر وہ استہزائیہ انداز میں مسکرائی۔

"اسے قسمت کہتے ہیں میرے بھائی۔"

"پر آپی آپ کو چاچو کو اظفر بھائی کے بارے میں بتانا چاہیے تھا۔ وہ ہر لحاظ سے آپ کے مطابق تھے۔" ناز صہیب کو اظفر کے بارے میں بتا چکی تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔

"میں مناسب وقت کا انتظار کر رہی تھی کہ پاپا سے بات کروں لیکن تایا جی یوں اچانک آکر سب طے کر جائیں گے یہ مجھے پتا نہیں تھا اور اس وقت میں کچھ کہتی تو پاپا کی انسلٹ ہوتی تم تو پہلے ہی جانتے ہو ہم ان کے لیے بیٹیاں کم اور بوجھ زیادہ ہیں۔" اس نے کہہ کر گہرا سانس لیا۔ "اور اظفر بھائی۔"

"اس کو تو میں نے بتایا تھا پر کل سہیل آفس آگیا۔" اور پھر جو اس نے کہا ناز نے صہیب کو بتا دیا۔ "اظفر بھی اب مجھ سے بات نہیں کرتا۔"

"آپی وہ سب گھر والے اپنی اپنی ذہنیت کے مالک ہیں آپ کچھ کریں مجھے آپ کی فکر ہو رہی ہے۔"

"میں کیا کر سکتی ہوں صہیب۔" وہ بے بسی سے بولی۔ "لیکن میں علینہ کے لیے خوش ہوں وہ اس خود غرض فیملی کا حصہ بننے سے بچ گئی مجھے یقین ہے تم اسے بہت خوش رکھو گے۔" اس کے اتنے یقین پر وہ چپ کا چپ رہ گیا۔ اصل میں تو ناز کو فون اس لیے کیا تھا کہ وہ علینہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا پر یہاں تو اس سے کافی امیدیں باندھ لی گئی تھیں۔

"تو کیا علینہ بھی خوش ہے۔" وہ سوچ میں گم سا بولا

"صہیب تم سن رہے ہو نا۔"

"جی آپی" وہ دھیمی آواز میں بولا۔

"تم اس رشتے سے خوش تو ہو نا صہیب تمہاری مرضی ہے نا۔" ناز کے لہجے میں اندیشے بول رہے تھے۔

"علینہ خوش ہے" اس نے دل میں آیا سوال کر ڈالا۔

"اسے کیا اعتراض ہو سکتا ہے صہیب اس کے دل و دماغ بالکل صاف ہیں اور اس پر پہلا نام تمہارا لکھا گیا ہے اور میں اسے اس کی خوش قسمتی مانتی ہوں کیونکہ صہیب وہ اتنی تیز نہیں کہ تائی جی کی فیملی کی چالاکیوں کا جواب دے پاتی اور نہ ضمیر جیسا گندہ آدمی میری خالص جذبوں والی بہن کے قابل ہے۔"

"ہوں۔" وہ ہنکارا بھر کے رہ گیا۔

"پاکستان کب آرہے ہو۔"

"جلد ہی۔" پھر ادھر ادھر کی باتوں کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔

☼ ☼ ☼

کاشفہ کتنی دیر تک ساکت بیٹھی رہی جبکہ اپنی خوشی سے نکلنے کے بعد عظیم نے بیٹی کے انداز ملاحظہ کیے "تمہیں کیا ہوا ہے"

"امی علینہ کی منگنی صہیب سے ہو گئی ہے۔"

"ہاں تو اس میں حیران ہونے والی کیا بات ہے یہ تو خوشی کی بات ہے ایک بلا سے تو جان چھوٹی اب میں اپنے ضمیر کے لیے اپنی مرضی کی بہو لاؤں گی۔"

"مگر امی مجھے تو لگا تھا چچی صہیب کے لیے میرا رشتہ مانگیں گی۔" اب کہ وہ روہانسی ہو کر بولی تو عظیم چونکیں اور پھر کچھ سمجھ آنے پر بھڑکیں۔ "دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔"

"امی مجھے صہیب اچھا لگتا ہے۔"

"بکواس بند کرو اتنی مشکل سے علینہ سے جان چھوٹی ہے اب تم شروع ہو جاؤ۔ ہو گئی اس کی منگنی صہیب سے اب منہ بند کرو۔ میں نے تمہارے لیے جانے کیا کیا سوچ رکھا ہے یہ۔ بہن بھائی وہی کنویں کے مینڈک۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی اٹھ گئیں جبکہ بعد میں کاشفہ کافی دیر تک بڑبڑاتی رہی۔

☼ ☼ ☼

اس نے سرپرائز دیا تھا اچانک آکر اور اسے سامنے دیکھ کر فاخرہ اور راشد کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔ اس نے ڈٹ کر ناشتا کیا اور پھر ایک لمبی نیند کے بعد شاور لینے کے بعد وہ بالکل فریش تھا۔ "آپ نے کسی کو بتایا تو نہیں کہ میں آیا ہوں۔"

"نہیں مجھے پتا ہے تم نے ان کو بھی سرپرائز دینا ہوگا۔" فاخرہ نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرا دیا۔

"میں ذرا ناز سے مل آؤں۔" اس کی بات پر فاخرہ شرارت سے کھانسی تھیں۔ "ناز سے یا علینہ سے۔"

"مما پلیز۔" ان کے شرارتی انداز پر وہ جھنجلا کر بولا اور باہر نکل گیا۔ تینوں پورشن کے درمیان دروازے تھے جو ان تینوں پورشن کو آپس میں ملاتے تھے وہ دروازہ کھول کر علیم صاحب کے پورشن کی بیک سائیڈ پر داخل ہوا جہاں کچن کا دروازہ کھلتا تھا وہ چپکے سے آگے بڑھا کچن کا جالی کا دروازہ کھلا تھا اور کھڑکی سے اس کو نیلا آنچل بھی نظر آگیا۔ وہ جانتا تھا اس وقت ناز کچن میں ہوتی ہے وہ اسے ڈرانے کے ارادے سے آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر بڑھا ہاؤ کی آواز کے ساتھ سامنے کھڑا وجود اچھل کر پلٹا اور ہلکی چیخ کے ساتھ ہاتھ میں پکڑا کپ زمین بوس ہو چکا تھا۔ صہیب نے دیکھا دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھے سہمی ہوئی آنکھیں اس پر جمی تھیں اور وہ آنکھیں یقیناً "ناز کی نہیں تھیں ہاتھ ہونٹوں سے ہٹ گئے تھے اب وہاں ڈر کی جگہ حیرت تھی۔ وہ علینہ تھی۔ وہ واقعی علینہ تھی کیا پہلے بھی اتنی خوب صورت تھی یا اسے آج لگ رہی تھی۔ علینہ اس کے یوں گھور کر دیکھنے پر جیسے ہوش میں آئی اس کی نظریں جھک گئی تھیں لیکن الفاظ جیسے گم ہو گئے تھے وہ اتنی حواس باختہ ہو گئی تھی اسے یوں سامنے دیکھ کر اس کی پلکیں لرزنے لگی تھیں۔ اور صہیب کو خود پر حیرت ہو رہی تھی وہ اس کو یوں کیوں دیکھ رہا ہے جیسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔

"علینہ" ناز تیزی سے بولتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو وہ دونوں جیسے حرکت میں آگئے۔

"صہیب" ناز کی پکار میں حیرت نما خوشی تھی۔ وہ ایک دم آگے بڑھ کر اس کے ساتھ لگ گئی۔ "تم کب آئے اتنی اچانک بتایا بھی نہیں۔"

"میں صبح آیا تھا ابھی سو کر اٹھا تو پہلے آپ کی طرف آیا ہوں۔" اس کی بات سن کر ناز نے شرارتی انداز میں علینہ کو دیکھا جو اب بھی حیران نظر آرہی تھی "ہاں بھئی ایسا پہلے آنے کی وجہ سمجھ بھی آتی ہے۔" "اور صہیب اس کی شرارت سمجھ کر جھنجلا نہیں مسکرایا تھا۔

"اور آپ کی بہن کو تو مجھے دیکھ کر اتنی خوشی ہوئی ہے کہ سکتہ ہی ہو گیا ہے۔" اس کے شرارتی انداز پر علینہ اپنے تاثرات چھپانے کے لیے جھک کر کرچیاں سمیٹنے لگی۔

"تم نے کی ہوگی کوئی شرارت۔"

"نہیں شرارتی تو آپ ہیں۔" وہ کھل کر مسکراتے ہوئے بولا۔ "علینہ اچھی سی چائے بناؤ صہیب کے لیے اور کل جو کباب بنایا تھا وہ بھی گرم کر کے لے آؤ اور تم چلو ماما پاپا سے مل لو بہت دیکھ لیا اپنی منگیتر کو۔" اس کو علینہ کی طرف دیکھتے پا کر وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے اسے اندر لے گئی تھی جبکہ علینہ نے کب سے رکی ہوئی سانس خارج کی تھی وہ اپنی کیفیات کو سمجھنے سے قاصر تھی۔ ایک طرف ناپسندیدگی تھی دوسری طرف اسے دیکھ کر دل کی دھڑکن معمول سے ہٹ کر چلنے لگی تھی۔

☼ ☼ ☼

اس کے آنے کی خوشی میں فاخرہ نے سب کی دعوت کی تھی وہ سب کھانا کھانے کے بعد اب لاؤنج میں جمع تھے۔ صہیب کو دیکھ کر شمیم کو جیسے کسی نقصان کا احساس ہوا تھا۔ کتنا شاندار لگ رہا تھا اور حسینہ "اسے اس علینہ کی بجائے ان کی بیٹی کاشفہ کا نصیب بننا چاہیے تھا" ہائے ری قسمت۔ وہ افسوس کے علاوہ اور کیا کرسکتی تھیں۔

صہیب سب کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا۔ سوائے ضمیر کے اس سے سلام کے علاوہ صہیب نے کوئی دوسری بات نہیں کی تھی اور نہ ضمیر نے کیونکہ صہیب بھولا نہیں تھا جو ضمیر نے اس کے ساتھ کیا تھا اور نہ ضمیر۔ بچپن سے ضمیر کو صہیب سے جو حسد تھا وہ وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتا گیا۔ جو پانچ سال درمیان میں آگئے تھے تو ضمیر کو لگا اب ختم ہو گیا لیکن آج اسے سامنے دیکھ کر اسے لگا نہیں وہ حسد اور نفرت پہلے سے بڑھ گئی ہے کیونکہ آج صہیب پہلے سے زیادہ شاندار اور کامیاب تھا۔

جب اسے پتا چلا تھا کہ علینہ کی منگنی اس کے بجائے صہیب سے ہو گئی ہے تو اسے رتی بھر افسوس نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ علینہ کو اس نے کبھی اس نظر سے دیکھا ہی نہیں تھا اور وہ جانتا تھا صہیب علینہ کو پسند نہیں کرتا اول تو وہ منع کر دے گا اور نہ بھی کیا تو مجبوری کے تحت بندھن میں کتنی دیر بندھ سکے گا کبھی خوش نہیں رہ سکے گا اور یہی تو ضمیر چاہتا تھا کہ وہ کبھی خوش نہ رہے۔ لیکن اب معاملہ الٹ نظر آرہا تھا یہاں سب موجود تھے علینہ بھی اور صہیب کی نظریں بار بار بھٹک کر علینہ پر ٹھہر جاتی تھیں۔

وہ ٹرالی گھسیٹتی ہوئی آئی اور اب چائے کپوں میں ڈال کر سرو کر رہی تھی اس کی نظریں جھکی تھیں لیکن کسی کی نظروں کا مسلسل احساس اسے ڈسٹرب کر رہا تھا۔ اس نے بے چین ہو کر آنکھیں اٹھائیں اور وہ بے ساختہ صہیب کی طرف اٹھیں اور وہ بڑے غور سے اسے ہی دیکھ رہا تھا اور اس کے دیکھنے پر وہ اس انداز میں مسکرایا کہ چائے کا کپ اس کے ہاتھ میں کانپ کر رہ گیا۔ وہ کپ لے کر سائیڈ والے صوفے پر جا کر بیٹھ گئی جہاں صہیب کی نظر اس پر نہ پڑ سکے۔ جبکہ صہیب کی مسکراہٹ دیکھ کر ضمیر کو اپنے چاروں طرف آگ دہکتی محسوس ہوئی حسد کی آگ جو شعلوں کے ساتھ خود کو بھی جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

اس نے علینہ کا کترایا ہوا انداز بھی نوٹ کیا اور صہیب کی پرشوق نظریں بھی۔ وہیں اس نے ایک منصوبہ بنا ڈالا تھا۔

وہ کچن میں برتن رکھنے آئی تھی جب سہیل بھی اٹھ کر اس کے پیچھے آگیا۔ اپنے پیچھے آہٹ محسوس کر کے وہ مڑی اور پیچھے کھڑے سہیل کو دیکھ کر اسے کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔ "کچھ چاہیے تھا۔" وہ سہیل سے پوچھ رہی تھی "تم مجھے اگنور کر رہی ہو۔" وہ یوں بولا جیسے بڑے ضبط سے کام لے رہا ہو۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔" وہ کاؤنٹر کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"میں چاہتا ہوں تم جاب چھوڑ دو۔" اس نے سیدھا سیدھا وہ کہہ دیا جو وہ کہنے آیا تھا۔

"پر کیوں؟" "کیوں کہ تمہارا یوں غیر مردوں کے ساتھ کام کرنا اور ان کے ساتھ باہر جانا مجھے بالکل پسند نہیں اور میں تمہارا منگیتر ہوں تمہیں وہی کرنا چاہیے جو مجھے پسند ہو۔" چند لمحوں کے لیے تو ناز کچھ بول ہی نہیں سکی پھر گہری سانس لے کر بولی۔ "میں جاب نہیں چھوڑوں گی وہ بھی تمہارے کہنے پر کیوں کہ میں ابھی اپنے باپ کے گھر میں ہوں اور ان کی پابند ہوں اور جہاں تک تمہاری بات ہے تم منگیتر ہو شوہر نہیں جو میں تمہارا حکم مانوں۔" وہ بھی بڑے ضبط سے جواب دے کر نکلنے لگی تھی کہ سہیل کی دھمکی پر وہیں رک گئی۔ "تو پھر مجھے چاچو سے بات کرنی پڑے گی ان کی زبان تو تمہیں صحیح طور پر سمجھ میں آئے گی۔" ناز نے بڑے دکھ سے اسے دیکھا۔ "جو تمہیں ٹھیک لگے۔" وہ کہہ کر نکل گئی تھی جبکہ غصے کے مارے سہیل کی مٹھیاں بھینچ گئی تھیں۔

کل اس کا ٹیسٹ تھا لیکن بہت کوشش کے باوجود وہ کتاب پر دھیان نہیں دے پا رہی تھی سوچیں بار بار بھٹک کر صہیب کی طرف چلی جاتی تھیں۔ صہیب پیا تو نہیں لگ رہا تھا جیسے صہیب کو بچپن سے جانتی تھی۔ "ہیلو کزن۔" اپنے پیچھے سے آتی آواز پر وہ چونکی۔ ضمیر چلتا ہوا اس کے سامنے والی کرسی پر

BOOKS BANK
http://booksbank.blogspot.com

آکر بیٹھ گیا۔ "کیا سوچا جا رہا ہے؟" "کچھ نہیں کل کے ٹیسٹ کی تیاری ہو رہی ہے۔" اس نے سامنے رکھی کتاب اٹھا کر کہا۔

"اچھا مجھے لگا تمہارا دھیان کہیں اور تھا۔" وہ کہہ کر غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"نہیں تو۔" وہ نظریں چرا کر بولی۔

"تم خوش ہو؟" ضمیر کے سوال پر وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"صہیب کے ساتھ منگنی ہونے پر۔" اب کی بار بھی وہ خاموش رہی کیونکہ نظریں جھکالی تھیں۔

"تم کچھ نہ بھی کہو لیکن میں جانتا ہوں تم خوش نہیں۔ اور صہیب کے ساتھ کوئی خوش رہ بھی نہیں سکتا یہ بات مجھ سے زیادہ بہتر اور کون جانتا ہے۔ دنیا کی ہر برائی اس کے اندر ہے۔ بچپن سے ہی لڑکیوں میں اس کی دلچسپی ضرورت سے زیادہ ہے۔ لڑکیوں سے دوستی کرنا ان کو ڈیٹ پر لے جانا اس بات کا میں گواہ ہوں اور کینیڈا جا کر تو جو روک ٹوک اس پر تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔ میں نے سنا ہے وہاں بھی اس کی گرل فرینڈز تھیں۔ یہاں تو بات ملنے کی حد تک محدود تھی پر وہاں تو تمہیں پتا ہے کتنا کھلا ماحول ہوتا ہے تم سمجھ ہی گئی ہو گی۔" علینہ نے بے ساختہ اپنا نچلا ہونٹ کچلا تھا تاکہ آنسو آنکھ سے باہر نہ آئیں۔

"مجھے پتا ہے تمہیں تکلیف ہو گی یہ سن کر لیکن میں تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ ہم کزن ہیں بچپن کے ساتھی ہیں۔ میں جانتا ہوں تم کیسی ہو اور چاہتا ہوں تمہیں تمہاری طرح کا نیک لڑکا ملے صہیب جیسا عیاش آدمی تمہارے قابل نہیں۔" اور اب کی بار کنٹرول کرنے کے باوجود آنسو اس کے گالوں پر پھسلنے لگے۔ اس کی آنکھیں جھکی تھیں وہ دیکھ نہیں سکی سامنے والے کے چہرے پر اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی خوشی پھیلی ہے۔

"تمہارے آنسو مجھے تکلیف دے رہے ہیں علینہ۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسو صاف کرنے چاہے لیکن وہ جھجک کر پیچھے ہٹی ضمیر نے شرمندہ ہو کر ہاتھ پیچھے کر لیا۔ "امی اور ابو کو تایا جی سے علاوہ تمہارا ہاتھ بھی مانگنا چاہیے تھا لیکن راشد چچا کے بات کرنے پر سب خاموش ہو گئے مجھے لگا تم منع کرو گی اس لیے میں بولا نہیں لیکن اب سب دیکھ کر میں خود کو روک نہیں سکا۔"

"کچھ بولو علینہ۔" اس کی مسلسل بکواس کرنے پر اس کی خاموشی پر وہ کوفت زدہ ہو کر بولا۔

"کیا بولوں ضمیر بھائی آپ جانتے ہیں پاپا کو میرے کچھ کہنے سے ان کا فیصلہ نہیں بدلے گا۔" وہ بے بسی سے بولی تو ضمیر کھسک کر کچھ آگے ہوا۔

"اگر تم میرا ساتھ دو تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔" علینہ نے قدرے چونک کر اسے دیکھا۔

"تم صہیب سے جا کر کہو کہ تم اس کو پسند نہیں کرتی اور نہ ہی اس سے شادی کرنا چاہتی ہو۔"

"میں۔" وہ گھبرا کر بولی "میں ایسا نہیں کر سکتی۔" ضمیر نے ناگواری چھپانے کے لیے چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔

"اگر تم انکار نہیں کرو گی تو میں کیا کوئی بھی تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکے گا پھر شادی کے بعد دیکھنا اسے روز کسی نئی لڑکی کے ساتھ [illegible] ہو گیا۔ "لیکن اگر تم انکار کر دیتی ہو تو میں سب ٹھیک کروں گا۔" آخر میں وہ مسکرا کر بولا تو علینہ کافی دیر تک اس کی طرف دیکھتی رہی یہاں تک کہ وہ چلا گیا تھا۔ لیکن جیسے فیصلے کی سولی پر لٹکا گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

کچھ دیر تو دروازے کے باہر کھڑی الفاظ ترتیب دیتی رہی کہ اسے بات کیسے کرنی ہے اور پھر گہرا سانس لے کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلنے پر علیم صاحب نے اسے دیکھا "پاپا مجھے آپ سے بات کرنا ہے۔"

"ہاں بولو۔" انہوں نے کتاب بند کر دی اور عینک اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔ "پاپا کل آفس کی میٹنگ ہے جس کے لیے آفس کے کچھ لوگوں کو کراچی جانا ہے ان میں میرا نام بھی شامل ہے۔ تو اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی چلی جاؤں۔"

"ہوں۔" اس کی بات سن کر انہوں نے ہنکارا بھرا۔ "کل سہیل بھی میرے پاس آیا تھا۔" ناز نے بے ساختہ گہرا سانس لیا۔ وہ جانتی تھی اب کیا ہو گا۔

"وہ کہہ رہا تھا اسے تمہارا جاب کرنا پسند نہیں اس نے تم سے بات کی تو تم نے بدتمیزی سے جواب دیا۔" ناز نے سن کر افسوس سے سر ہلایا۔

"پاپا کیا آج تک میں نے کبھی آپ کو شکایت کا موقع دیا ہے یا آپ کو لگتا ہے میں بدتمیزی کر سکتی ہوں۔" اس کی سوالیہ نظروں کے جواب میں وہ خاموش رہے۔

"پاپا میں یہ نہیں کہتی آپ نے جو فیصلہ میرے لیے کیا ہے وہ غلط ہے۔ یقیناً میرے لیے آپ سے اچھا کوئی نہیں سوچ سکتا۔ پر پاپا سہیل کا بی ہیویئر بہت عجیب ہے اس دن وہ میرے آفس آیا۔ میں کولیگز کے ساتھ میٹنگ میں تھی۔ تب بھی اس نے برے الفاظ استعمال کیے۔ وہ مجھ پر شک کرتا ہے۔ فضول کا رعب جماتا ہے۔ ایک [illegible] مجھ پر یقین ہی نہیں تو وہ کیسے میرے ساتھ زندگی گزارے گا۔ یوں قدم قدم پر مجھے ڈیل کرے گا۔" آخر میں وہ رو ہی پڑی تھی کیونکہ اتنے دنوں سے اکیلے خود سے لڑ لڑ کر تھک گئی تھی۔ علیم صاحب نے بے ساختہ پہلو بدلا۔ کیونکہ زندگی میں پہلی بار ناز نے یوں سامنے بیٹھ کر ان سے کوئی بات کی تھی۔

"نہیں بیٹا وہ بھی تمہیں ڈیل کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔" ناز بس سر جھکا کر اپنی ہتھیلیاں دیکھتی رہی۔

"تم فکر نہیں کرو میں سہیل سے بات کروں گا تم نے میٹنگ پر جانا ہے ضرور جاؤ۔" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تو خوشی کے مارے وہ بول ہی نہیں سکی۔

"تھینک یو پاپا۔" وہ ان کے ہاتھ چوم کر باہر نکل گئی۔ اس کی اس حرکت پر پہلے وہ حیران ہوئے اور پھر کھل کر مسکرائے تھے۔

وہ باہر آئی تو ناصو کے ساتھ صہیب کھڑا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر خوش ہو گئی۔

"چلیں آپی جلدی سے تیار ہو جائیں میرا آئس کریم کھانے کا موڈ ہو رہا ہے۔" وہ ہنس پڑی تھی۔ "موڈ تمہارا ہو رہا ہے اور مجھے ساتھ لے کر جانا چاہتے ہو۔ کہیں تم میری آڑ میں کسی اور کو تو نہیں لے کر جانا چاہتے؟" ناز کے کہنے پر اس نے دزدیدہ نظر مسکراتی ہوئی ناصو پر ڈالی اور چابی سے سر کھجانے لگا۔ "چلیں نا آپی۔"

"ٹھہرو میں علینہ کو بھی لے کر آتی ہوں۔" وہ مسکراتی ہوئی کمرے کی طرف مڑ گئی۔ "چچی آپ بھی چلیں۔"

"نہیں بیٹا مجھے معاف رکھو تم بچے جاؤ میں ذرا تمہارے چاچو کے لیے روٹیاں ڈال لوں۔"

"جی۔" وہ مسکرا کر سیٹی کے انداز میں گانا گنگنانے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی دس منٹ سے زیادہ ہو گئے تھے۔ وہ مسکراتا ہوا دبے پاؤں ناز اور علینہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی تو علینہ چہرے پر تکیہ لے کر لیٹی تھی۔

"علینہ جلدی سے ریڈی ہو جاؤ صہیب ہمیں لینے آیا ہے آئس کریم کھانے جائیں گے۔" وہ جلدی سے وارڈروب سے اپنے اور اس کے کپڑے نکالتے ہوئے بولی۔

"کونسا پہنو گی۔" اس نے دونوں ہینگر سامنے کیے لیکن وہ ہنوز اسی پوزیشن میں تھی۔

"علینہ۔" اب کی بار اس نے قریب جا کر تکیہ اس کے چہرے سے ہٹایا اور دھک سے رہ گئی اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

"کیا ہوا علینہ۔" وہ ایک دم گھبرا کر اس کے قریب بیٹھ گئی اور وہ ایک دم روتے ہوئے ناز سے لپٹ گئی۔

"باجی مجھے شادی نہیں کرنی۔"

"کیا مطلب۔" ناز نے اس کے بال سہلاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے صہیب بھائی سے شادی نہیں کرنی۔" ناز کا بال سہلاتا ہوا ہاتھ رک گیا تھا اس نے اس کا چہرہ اپنے

BOOKS BANK http://booksbankpk.blogspot.com

آنکھوں کے سامنے کیا۔ "کیا کہا تم نے؟"

"باجی مجھے صہیب بھائی سے شادی نہیں کرنی۔ آپ جانتی ہیں مجھے وہ اچھے نہیں لگتے اور آپ کو یاد ہے نا وہ بچپن سے ہی مجھے کتنا تنگ کرتے رہے ہیں ان کا بی ہیویر میرے ساتھ کتنا روڈ تھا۔"

"پاگل وہ بچپن کی بات تھی۔ اب اور بات ہے۔" ناز نے اسے پچکارا۔ "لیکن آپ کریکٹر کے حساب سے وہ کیسے ہیں سب جانتے ہیں چاچو نے انہیں کیوں کینیڈا بھیجا جانتی ہے نا کیونکہ یہاں کسی لڑکی کے ساتھ ان کا افیئر تھا اور کینیڈا میں بھی وہ یہی سب کچھ کرتے رہے ہیں آخر میرا کیا قصور ہے کہ مجھے صہیب بھائی کی صورت میں سزا دی جا رہی ہے۔" وہ اب رونے لگی تھی۔

"کس نے کہا تمہیں یہ سب۔" ناز کا انداز بہت سنجیدہ تھا۔

"مجھے ضمیر بھائی نے بتایا کہ وہ یہاں کئی لڑکیوں سے فلرٹ کرتے رہے ہیں اور کینیڈا میں بھی ان کی گرل فرینڈ ہے۔ جس سے ان کے تعلقات گرل فرینڈ سے بھی زیادہ ہیں۔" کہنے کے ساتھ وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔

"بکواس کرتا ہے ضمیر وہ خود ایسا ہے۔ صہیب کے اوپر جو الزام اس نے لگایا تھا وہ اپنی غلطی چھپانے کے لیے اس نے کیا تھا صہیب نے کینیڈا جانے سے پہلے سب مجھے بتایا تھا۔ اور صہیب کو میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں وہ صاف کردار کا مالک ہے اگر ایسا کچھ ہوتا تو علینہ میں سب سے پہلے انکار کرتی۔ تم تو لکی ہو پاگل جس کو صہیب جیسا لائف پارٹنر ملے گا۔"

علینہ نے کچھ کہنے کے لیے سر اٹھایا لیکن نظریں دروازے پر جیسے جم گئی اس کے چہرے کے تاثرات جس تیزی سے بدلے تھے ناز نے بے ساختہ مڑ کر دیکھا صہیب پلٹ رہا تھا۔ سب کچھ اتنا اچانک تھا کہ کچھ لمحوں کے لیے ناز اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکی۔ اس نے دوبارہ علینہ کی طرف دیکھا جس کا رنگ بالکل سفید پڑ گیا تھا۔ اگلے ہی پل ناز تیزی سے باہر کی طرف بھاگی۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے صہیب کی گاڑی جا چکی تھی وہ ان ہی قدموں سے واپس کمرے میں آ گئی اور اس کو دیکھتے ہی بے چینی سے کمرے میں ٹہلتی علینہ اس کی طرف بڑھی۔ لیکن ناز اس کی طرف متوجہ نہیں تھی وہ اپنے موبائل پر صہیب کا نمبر ملا رہی تھی پہلے تو بیل جا رہی تھی اور اس کے بعد فون پاور آف ہو گیا تھا۔ ناز نے بے ساختہ نچلا ہونٹ دانتوں سے کچلا۔

"بہت برا ہوا علینہ بہت برا اپنے پاؤں پر تم نے خود کلہاڑی ماری ہے اب اگر صہیب نے کوئی شدید ری ایکشن دیا تو جانتی ہو کیا ہو گا؟ کیا ہو گی پاپا..." کہہ کر ناز نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

جبکہ علینہ اپنی کیفیات سمجھنے سے قاصر تھی وہ دل سے چاہتی تھی کہ صہیب سے اس کی شادی نہ ہو اگر اس نے سن لیا تو اچھا تھا لیکن پھر بھی کوئی بات تھی جو اسے غلط ہونے کا احساس دلا رہی تھی۔ اس کے بعد ان دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی ناز دیر رات تک صہیب کے نمبر پر ٹرائی کرتی رہی۔ لیکن وہ مسلسل بند جا رہا تھا تھک کر وہ سو گئی۔ صبح اسے میٹنگ کے لیے کراچی جانا تھا۔ صہیب اور علینہ کے مسئلے کو اس نے واپسی تک کے لیے ملتوی کر دیا تھا اس بات سے بے خبر کہ اس کی زندگی میں خود ایک بڑا مسئلہ آنے والا ہے۔

☼ ☼ ☼

"تم کالج نہیں گئیں؟" اسے کمرے سے نکلتے دیکھ کر ناصرہ نے حیرت سے پوچھا تو وہ سر نفی میں ہلا کر ڈائننگ ٹیبل کی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تمہارا تو ٹیسٹ تھا نا۔" انہیں حیرت ہوئی کیونکہ وہ کوئی ٹیسٹ مس نہیں کرتی تھی۔

"جی میری طبیعت ٹھیک نہیں سر میں درد تھا تو میں تیاری نہیں کر سکی۔"

"ہوں تم ناشتا کرو میں تمہیں کوئی پین کلر دیتی ہوں۔" وہ غائب دماغی سے سر ہلا کر چائے پینے لگی۔

ساری رات وہ سو نہیں سکی تھی وہ جو باتیں اس نے ناز کے سامنے کی تھیں وہ باتیں سب کے سامنے کہنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔ اسے اپنے باپ سے خوف آتا تھا اگر صہیب نے سب کچھ پاپا کو بتا دیا۔ یہیں تک اس کی ہمت جواب دے جاتی تھی اس نے بے چینی سے اپنی پیشانی مسلی۔

"علینہ مجھے تمہارے پاپا کے لیے سوپ بنانا ہے چکن بھی نہیں ہے رات سے انہیں بخار ہے میڈیسن بھی کوئی نہیں ہے گیا کرو ضمیر گھر پر ہو گا اس سے کہو دو کلو چکن اور یہ دوائیاں ہیں تمہارے پاپا کی یہ لے آئے۔" انہوں نے دو ہزار اور دوائیوں کا پرچہ اس کے سامنے رکھا۔

"مما میں۔" وہ بے زاری سے بولی۔

"ہاں یہ ساتھ ہی تو جانا ہے پیچھے لان والے گیٹ سے چلی جاؤ جلدی کرو ابھی تمہارے پاپا بھوک کا شور مچائیں گے۔" کہہ کر وہ پلٹ گئی تھیں جبکہ علینہ نے بے زاری سے سر جھٹکا وہ اس وقت کسی سے ملنا یا بات کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے ایک نظر دوائیوں کے پرچے پر ڈالی اور دونوں چیزیں مٹھی میں دبا کر کھڑی ہو گئی۔ وہ بیک ڈور سے نکل کر سرور صاحب کے پورشن میں داخل ہوئی تھی اس کا ارادہ کچن میں سے گزرنے کا تھا۔ وہ کھڑکی کے قریب پہنچی جب اسے کاشفہ اور ضمیر کی آواز سنائی دی۔ وہ آگے بڑھ کر دروازہ کھولنے والی تھی جب کاشفہ کے منہ سے اپنا نام سن کر اس کے ہاتھ بے ساختہ رک گئے تھے۔

"آپ کل علینہ کے ساتھ بیٹھ کر کون سے راز و نیاز کر رہے تھے۔" کاشفہ کے پوچھنے کا انداز بہت عجیب تھا۔

"تم کیا میری جاسوسی کر رہی تھیں۔"

"کر تو نہیں رہی تھی لیکن اب کرنا پڑے گی بلکہ امی کو بھی آپ کی حرکتوں کی اطلاع دینی پڑے گی۔"

"اب اتنی بھی بڑی بات نہیں تھی جتنا تم بنا رہی ہو۔"

"تو پھر سیدھی طرح بتائیں کیا باتیں کر رہے تھے۔"

"میں اس کا برین واش کر رہا تھا۔"

"برین واش۔" کاشفہ نے زور سے دہرایا۔ "میں سمجھی نہیں۔"

"میں اس کو یہ سمجھا رہا تھا کہ صہیب کے ساتھ اس کی منگنی کا جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ سراسر اس کے ساتھ زیادتی ہے۔" اب کے کاشفہ ہنس پڑی۔

"یہ آپ کو اس سے اتنی ہمدردی کیوں ہو رہی ہے اور اپنے دوست کی منگنی تڑوانا چاہتے ہیں۔"

"دوست۔" اس نے ضمیر کی زہر خند آواز سنی "دوست نہیں دشمن ہے وہ میرا دنیا میں اگر میں کسی سے بہت نفرت کرتا ہوں تو وہ صہیب ہے۔ بچپن سے لے کر آج تک میں نے اس سے حسد اور نفرت کے سوا کچھ نہیں کیا اور دوستی تو صرف مطلب کے لیے تھی چونکہ ابو نے تو ہمیں ترسانے کے علاوہ کچھ کیا نہیں وہ بھی تو اسی خاندان کا حصہ تھا لیکن اس کا لائف اسٹائل دیکھا تھا تم نے کیا شہزادوں کی طرح زندگی گزارتا ہے جبکہ میں ہمیشہ اس کی اترن پہنتا رہا۔ کالج میں اسکول میں ہر کوئی اسے پسند کرتا تھا۔ میں لڑکیوں سے بات کرنے کے لیے ترستا تھا اور لڑکیاں اس سے دوستی کرنے کے لیے مری جاتی تھیں۔ پر وہ... اسے احساس تھا اپنی اہمیت کا۔

میں نے سوچ لیا تھا اسے سب کی نظروں میں گرا دوں گا۔ تب میں نے اس کے نام سے اس کے موبائل سے لڑکیوں کو فون کر کے ان سے دوستی شروع کر دی۔ ہر الٹا کام کرنے کے بعد میں نام اس کا لگا دیتا پہلے تو وہ سمجھ ہی نہیں سکا اور جب سمجھ آئی تو بہت دیر ہو چکی تھی۔ چاچو نے اسے مارا اور کینیڈا بھیج دیا۔ وہ اپنی پوزیشن کلیئر نہیں کر سکا اسے پتا چل گیا تھا کہ یہ میں نے کیا ہے اور میں انتظار کرتا رہا وہ مجھ سے لڑنے آئے گا لیکن اس نے دوبارہ کبھی مجھ سے بات ہی نہیں کی۔ کینیڈا گیا میری نظروں سے دور ہو گیا تو مجھے لگا میں سب بھول گیا لیکن پانچ سال بعد جب میں نے اسے

دیکھا وہ خوش تھا اور اس کی خوشی کی وجہ علینہ تھی۔ میرا خیال تھا علینہ سے منگنی کا سن کر وہ خوش نہیں ہوگا اور یہی افسوس میں اس کے چہرے پر دیکھنے کے لیے گیا تھا لیکن وہاں تو سب الٹ تھا وہ علینہ کا ساتھ ملنے پر خوش تھا بس اب مجھے یہ خوشی چھیننی ہے۔"

باہر کھڑی علینہ کا سارا وجود جیسے زلزلوں کی زد میں تھا۔ اس نے اگر گیس کے پائپ کو مضبوطی سے پکڑا نہ ہوتا تو شاید گر گئی ہوتی۔ اس کی ٹانگیں بری طرح کانپ رہی تھیں۔

"ہوں۔" خاموشی سے شگفتہ نے ہنکارا بھرا "تو کیا علینہ آپ کی بات مان جائے گی۔"

"ارے وہ۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا "ایک نمبر کی بے وقوف ہے اسے بے وقوف بنانا کیا مشکل ہے جو امیج میں نے صہیب کا بنایا تھا وہ تو پہلے ہی اس کے ذہن میں تھا مزید اس امیج کو مضبوط کر آیا ہوں۔ بلکہ ایک پرکشش آفر بھی دے آیا ہوں اپنا پرپوزل" وہ مزے سے بولا۔

"دماغ خراب ہے بھائی امی کو پتا لگا نا تو آپ کا سر پھاڑ دیں گی۔ جانتے ہیں نا انہیں ناز باجی سے اور علینہ سے کتنی چڑ ہے۔ ابھی ناز باجی کے رشتے کو لے کر وہ کتنی ناراض ہیں۔"

"پاگل ہو تم میری بہنا میں کون سا اس سے شادی کروں گا۔ میں چاہتا تو صرف منگنی تڑوانے کے لیے ڈالا ہے ادھر منگنی ٹوٹی ادھر میں مکرا۔"

"آپ کو لگتا ہے کہ آپ کا پرپوزل پرکشش آفر ہے۔ ورنہ دیکھا جائے تو صہیب شکل، دولت و تعلیم ہر لحاظ سے آپ سے بہتر ہے۔" شگفتہ نے ضمیر کا مذاق اڑایا تھا جو اس کو اچھا خاصا برا لگا تھا۔

"یہی میں ثابت کرنا چاہتا ہوں وہ ہر لحاظ سے مجھ سے بہتر ہونے کے باوجود علینہ کو نہیں پا سکتا۔ وہ جب اس پر مجھے ترجیح دے گی اس وقت اس کا چہرہ دیکھنے والا ہوگا اور مجھے بڑی بے چینی سے اس وقت کا انتظار ہے۔"

"بے چاری علینہ" شگفتہ کے کہنے پر اس نے ان دونوں کو ہنستے سنا تھا۔

مزید سننے کی اس میں سکت نہیں تھی اب سننے کو رہ گیا ہی کیا تھا۔ وہ کانپتی ٹانگوں کے ساتھ بمشکل چل کر گھر تک آئی تھی۔ شکر تھا اس کا سامنا ناصرہ سے نہیں ہوا تھا۔ کمرے میں آکر وہ گرنے کے انداز میں بیڈ پر بیٹھی تھی اسے لگ رہا تھا اس کا سانس بند ہو جائے گا وہ گہرے گہرے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ کوئی ایسا کیسے کر سکتا ہے وہ بھی اس کا اپنا کزن اتنا حسد اتنی نفرت کہ وہ زندگیاں برباد کرنے پر تل گیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے شروع ہو گئے جو آنکھوں سے نکل کر اب اس کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔

قصور کسی کا نہیں تھا اس کا اپنا تھا وہ کمزور تھی۔ کانوں کی کچی، دماغ کی کمزور۔ کوئی ایک لمحہ اس کی گرفت میں نہیں آیا۔ جب اس نے صہیب کو فلرٹ کرتے دیکھا ہو یا وہ مذاق کرتا تھا، وہ بچپن تھا وہ بھی تو جواب دیتی تھی۔ ناز نے اسے کتنا سمجھایا تھا لیکن وہ سمجھی نہیں۔ اب بار بار صہیب کی خود پر جمی نظریں یاد آرہی تھیں اس نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا۔

"اب کیا ہوگا میں کیا کروں۔" وہ بے چین ہو کر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ناز بھی یہاں نہیں تھی ورنہ وہی تھی جو صہیب سے بات کر سکتی تھی۔ لیکن وہ اس سے اتنا ناراض ہو چکا تھا کہ وہ ناز سے بھی بات نہیں کر رہا تھا۔ اس نے موبائل اٹھا کر ناز کا نمبر ملایا وہ بند جا رہا تھا۔ اس نے مایوس ہو کر فون بند کر دیا۔

☆ ☆ ☆

اس نے آنکھیں کھولیں تو پورے کمرے میں اندھیرا پھیلا تھا۔ شاید وہ روتے روتے سو گئی تھی۔ اٹھ کر اس نے سوئچ آن کیا۔ روشنی سارے کمرے میں پھیل گئی شام کے سات بج رہے تھے۔ وہ ہاتھوں سے بال سیدھے کرتی ہوئی باہر آگئی سامنے صوفے پر ناصرہ فون ہاتھ میں لیے پریشان بیٹھی تھیں "کیا ہوا اماں" ان کے انداز پر اس نے بے ساختہ پوچھا تھا۔

"پتا نہیں صبح سے ناز کا نمبر ملا رہی ہوں بند جا رہا ہے پہلے سوچا میٹنگ میں ہوگی اس لیے لیکن اب رات ہو رہی ہے اب تک تو اسے آبھی جانا چاہیے تھا۔"

"آپ نے ان کے کسی کولیگ کا نمبر ٹرائی کیا۔"

"ہاں اس کی ایک دو سہیلیوں کا پتا ہے ایک تو ساتھ گئی نہیں اور دوسری جو ساتھ گئی ہے اس کا بھی فون بند ہے۔" اب علینہ بھی پریشان ہو گئی۔

"بابا کو بتایا۔"

"نہیں وہ سو رہے ہیں اور اللہ کرے ان کے اٹھنے سے پہلے آجائے۔" لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تھا رات کے گیارہ بج گئے تھے ناز کا فون مسلسل بند آرہا تھا اور علیم صاحب نے کچھ دیر انتظار کیا اور پھر سرور صاحب اور راشد کو فون کر دیا۔ اب وہ سب یہاں موجود تھے۔ وہ پہلے ہی پریشان تھے اس پر شمیم کی فضول گوئی جاری تھی۔ ان کی باتوں پر فاخرہ لاحول ولا پڑھ رہی تھیں جبکہ ناصرہ کا رو رو کر برا حال تھا۔

سہیل اور صہیب ناز کے آفس اور ایئرپورٹ کے کئی چکر لگا آئے تھے۔ رات کا ایک بج گیا تھا۔ اور ہر بندہ نڈھال ہو چکا تھا۔ سب کے دماغ میں برے برے خیالات آرہے تھے۔ سوائے چار لوگوں کے۔ شمیم، شگفتہ، ضمیر اور سہیل۔ سہیل کب سے اپنا غصہ دبائے بیٹھا تھا۔ لیکن ڈیڑھ بجے وہ پھٹ پڑا تھا۔

"میں کب سے کہہ رہا تھا اس لیے میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ جاب کرے لیکن وہی اس کی خود سری اور ڈھٹائی۔" سہیل کے بولنے پر سب اس کا منہ دیکھنے لگے۔

"میں نے تو پہلے منع کیا تھا لڑکی ہم جیسی نہیں لیکن تمہارے باپ پر تو جنون سوار تھا۔ کر گئی نا منہ کالا۔ جاب کے بہانے کیا گل کھلا رہی تھی اور اب میٹنگ کا بہانہ کر کے بھاگ گئی عاشق کے ساتھ۔" ناصرہ اور علینہ نے تڑپ کر شمیم کا منہ دیکھا تھا۔ علینہ نے دوسری شکایتی نظر باپ پر ڈالی جو سر جھکائے چپ بیٹھے سب سن رہے تھے۔ سن بھی رہے تھے یا نہیں۔

"بند کرو اپنی بکواس۔" سرور صاحب دھاڑے۔

"میں ہمیشہ چپ رہی لیکن اب نہیں رہوں گی ایسی گری ہوئی لڑکی مجھے نہیں بنانی اپنی بہو۔"

"امی آپ کیا منع کریں گی میں خود انکار کرتا ہوں ایسی بدکردار لڑکی سے میں شادی نہیں کروں گا جو راتوں کو جاب کا بہانہ بنا کر باہر رہے اگر شادی کے بعد ایسا کرتی تو بھی میں کسی بات کا لحاظ نہ کرتا اور کھڑا کھڑا طلاق دے دیتا۔"

"میں کہتا ہوں خاموش ہو جاؤ تم لوگ۔" سرور صاحب چیخے تو سہیل نے ہونٹ بھینچ لیے۔ جبکہ شمیم بیگم نے کہہ کر منہ دوسری طرف موڑ لیا۔ رات کے دو بجے باہر اطلاعی گھنٹی بجی تھی اور سب چونکے تھے۔ صہیب باہر کی طرف بھاگا تھا۔ واپسی میں ناز زخمی حالت میں اس کے ہمراہ تھی۔

"باجی۔" علینہ سب سے پہلے اس کی طرف بڑھی تھی۔ علیم صاحب نے چونک کر سر اٹھایا۔ ناز نے حیرت سے وہاں موجود سب لوگوں کو دیکھا۔

"آپ لوگ پوچھیں گے یا میں پوچھوں یہ سارا دن اور آدھی رات کہاں گزار کر آئی ہے۔" سہیل کے منہ سے نکلنے والے الفاظ پر ناز نے ایک بار پھر سب کے چہرے دیکھے اور اسے اندازہ ہوا کہ کچھ غلط ہوا ہے یا ہونے جا رہا ہے۔

"کہاں تھی تم۔" سہیل کے ساتھ شمیم بھی آگر اس کے سامنے کھڑی ہو گئیں ان کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے جن میں ناز کو اپنا آپ جلتا محسوس ہوا تھا۔ اس نے ان پر سے نظر ہٹا کر پہلے اپنی ماں کو دیکھا اور پھر اپنے باپ کو وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے وہ کسی سے کوئی بھی بات کیے بغیر باپ کے قدموں میں جا کر بیٹھ گئی۔

"بابا میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا جو میں سب کو صفائی دوں لیکن میں آپ کو ضرور صفائی دوں گی مجھے آپ کی عزت اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے اور میں نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا ہے کہ میری وجہ سے آپ کا سر کبھی نہ جھکے۔ آج جب ہم میٹنگ کے بعد آفس سے نکل رہے تھے بائیک پر سوار کچھ افراد نے ہماری

گاڑی پر حملہ کروایا۔ ہمارے موبائل اور بیگ چھین لیے۔ جب انہوں نے مجھ سے اور دوسری کولیگ سے بدتمیزی کی کوشش کی تو باس اور ہمارے دو کولیگ کے ساتھ ان کی ہاتھاپائی ہوگئی اس جھڑپ میں ہمارے ایک کولیگ کو گولی لگ گئی۔" شاید وہی منظر اسے یاد آیا تھا جو اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

علیم صاحب نہ صرف اسے سن رہے تھے بلکہ بغور دیکھ رہے تھے۔ اس کے چہرے پر زخم کے تازہ نشان تھے اور آنکھیں رونے کی وجہ سے سوجی تھیں۔

"اپنے اس زخمی کولیگ کو وہاں کے اسپتال میں ایڈمٹ کروایا۔ باس ابھی وہیں ہیں اور پہلی جو فلائٹ ملی باس نے ہم لڑکیوں کو بھیج دیا۔ وہاں اتنی پریشانی تھی میں فون بھی نہیں کرسکی یہ میری غلطی ہے۔" کہہ کر اس نے سر جھکالیا۔

"بکواس کرتی ہے یہ۔ جھوٹی کہانی سیدھی طرح کہو جس کے ساتھ بھاگی تھی۔ اس نے مار کر نکال دیا۔" سہیل کی زہر اگلتی زبان پر اس نے نفرت سے اس کی طرف دیکھا اور پھر باپ کی طرف دیکھا کیا وہ ان کی نظر میں بھی گناہ گار ہے۔

"جس نے جو کہنا ہے کہہ لیا۔ میں نے جو سننا تھا سن لیا۔" علیم صاحب کے کہنے پر سب انہیں دیکھنے لگے۔ ناز کا رواں رواں کھڑا ہو گیا تھا۔

"بھائی صاحب۔" انہوں نے سرور صاحب کو مخاطب کیا تھا۔ "میں جانتا ہوں آپ ناز سے بہت پیار کرتے ہیں اور اس کی چاہت دیکھتے ہوئے میں نے ایک لمحہ سوچے بغیر یہ رشتہ طے کردیا۔ لیکن سہیل۔ چاہت تو دور کی بات یہ تو اس کی عزت بھی نہیں کرتا۔ اس کو ناز پر اعتبار نہیں ابھی اس نے بغیر سوچے مجھے میرے سامنے بیٹھ کر میری بیٹی کے لیے کتنے گندے الفاظ استعمال کیے۔ میری بیٹی اگر جاب کرتی ہے تو میری اجازت سے کرتی ہے۔ مجھے اعتماد ہے اس پر اور شادی کے بعد اگر سہیل منع کرتا تو یقیناً میری بیٹی جاب نہ کرتی۔ اتنی سمجھ ہے اس میں۔ آج تک میں نے اپنی بیٹیوں کو بوجھ کہا نہ میری بیٹیاں ہمیشہ میرے لیے فخر کا باعث رہی ہیں اور آج ناز نے جو کچھ کہا اس کے حرف حرف پر میرا یقین ہے۔ میری بیٹی کبھی کچھ غلط کام نہیں کرسکتی۔" ناز جو حیرت سے اپنے باپ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ سن رہی تھی۔ آخری لفظوں پر اسے لگا ساری زندگی جو افسوس رہا یہ لمحہ ان سب پر بھاری ہے۔ ناصر اور علینہ ان کی بھی یہی کیفیت تھی۔

"اور سہیل تم کیا رشتہ ختم کرو گے میں خود اپنی نیک صفت بیٹی تمہیں دینے سے انکار کرتا ہوں یہ رشتہ یہیں ختم۔"

سہیل کو امید نہیں تھی ایسا ہوگا ایک پل کے لیے تو وہ حیران رہ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ تایا ناز کو برا کہیں گے۔ اس کی منتیں کریں گے اور اس پریشانی کی صورت میں احسان کرکے وہ ہمیشہ ناز پر حاوی رہے گا۔ اس نے بے اختیار باپ کی طرف دیکھا۔ لیکن انہوں نے ناراضی سے نظریں پھیر لیں اور شمیم نے اٹھ کر سہیل کا بازو تھاما۔

"ضرورت بھی نہیں علیم سنبھال کر رکھو اپنی بیٹی میرے بیٹے کو بھی نہیں۔" وہ اس کا بازو کھینچتی ہوئی باہر نکل گئیں۔ کاشفہ ان کے پیچھے گئی جبکہ سرور صاحب کے ساتھ ضمیر وہیں موجود تھا۔

"علیم میں بہت شرمندہ ہوں۔" وہاں موجود ہر شخص خاموش تھا اس خاموشی کو سرور صاحب کی شرمندہ آواز نے توڑا تھا۔

"بھائی صاحب آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں آپ کی نیت میں کوئی کھوٹ نہیں تھا آپ میرے بڑے بھائی ہیں میرے لیے قابل احترام۔" وہ اٹھ کر ان کے گلے لگ گئے اور اس کے بعد ناز کو گلے لگا کر رو پڑے اور وہ تو پہلے ہی کسی کندھے کی تلاش میں تھی جہاں وہ رو کر اپنا غبار نکال سکے۔

"راشد میں نہیں چاہتا پھر کچھ ایسا ہو اس لیے تم صہیب سے بھی پوچھ لو وہ یہ رشتہ رکھنا چاہتا ہے یا نہیں۔" روتی ہوئی علینہ کی نظریں بے ساختہ صہیب کی طرف اٹھیں تب ہی صہیب نے اس کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر چھایا خوف صہیب

بھی دیکھ سکتا تھا اس نے نظریں بے ساختہ چرائیں۔

"کیسی باتیں کررہے ہو علیم صہیب کی پسند سے رشتہ طے ہوا ہے۔" فاخرہ کہہ کر علینہ کے پاس آگئیں۔

"کیوں بیٹا تمہیں کوئی اعتراض ہے۔" علینہ کا سر نفی میں ہلا تھا۔

"تم خوش ہونا اس رشتے سے۔"

"جی۔" اب کی بار اس نے واضح جواب دیا اور پھر صہیب کو دیکھا وہ ابھی اسے دیکھ رہا تھا۔

"بیٹا بہن کو کچھ کھانے کو دو جا کر تمہیں اس نے کھانا کھایا بھی ہے یا نہیں۔" سرور صاحب کے کہنے پر علینہ سرہلا کر کچن میں آگئی۔ علینہ کے پیچھے ضمیر گیا تھا اسے دیکھ کر صہیب کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے وہ بھی دبے پاؤں اس کے پیچھے گیا تھا۔ وہ سالن گرم کررہی تھی جب آواز سن کر وہ چونک کر پلٹی اور ضمیر کو دیکھ کر اس کے تاثرات سخت ہوگئے تھے۔

"یہ تم نے کیا اتنا اچھا موقع گنوادیا۔ چچی نے خود تم سے پوچھا تھا تم کہہ دیتیں تو سارا مسئلہ ہی حل ہوجاتا۔" ضمیر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ علینہ سے زبردستی ہاں کروالیتا۔

"میں کیوں ہاں کرتی۔" علینہ کے تلخ اور ٹھنڈے انداز میں پوچھنے پر جہاں ضمیر کو جھٹکا لگا وہیں باہر دیوار کے پیچھے کھڑا صہیب بھی چونکا تھا۔

"کیا مطلب۔" ضمیر ہکلا کر بولا۔

"مجھے صہیب پسند نہیں تھا نا۔"

"کیا میں نے آپ کو ایسا کہا۔" وہ اب اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی اور ضمیر اس کے انداز دیکھ کر پریشان ہوگیا تھا۔

"اس دن ہماری بات ہوئی تھی۔" ضمیر نے اسے یاد دلایا۔ تو علینہ بڑے مطمئن انداز میں ہاتھ کمر پر رکھ کر اسے دیکھنے لگی۔ "جی ہوئی تھی بات اسی لیے تو پوچھ رہی ہوں۔ میں نے آپ سے کہا کہ مجھے صہیب پسند نہیں کرتے۔"

"پر مطلب تو وہی تھا۔" علینہ نے افسوس سے سر

بلاوجہ۔ "آپ ابھی اتنے عقل مند نہیں ہوئے ضمیر بھائی کہ اپنے علاوہ دوسروں کے مطلب سمجھ پائیں۔ آپ جیسا حاسد آدمی اپنا مطلب ہی سمجھ سکتا ہے۔ آپ تو اتنے گرے ہوئے بے شرم انسان ہیں کہ اتنا کچھ ہونے کے باوجود میرے سامنے کھڑے ہیں۔ ابھی ابھی آپ کے بھائی نے جو کیا آپ کو میرے سامنے کھڑے ہونے کی بجائے کہیں ڈوب مرنا چاہیے تھا۔"

"علینہ۔" وہ ایک دم بھڑک کر بولا جوابا" وہ اس سے زیادہ غصے سے بولی۔

"اپنا والیوم آہستہ رکھیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ وہ جو اس دن آپ نے صہیب کے بارے میں بکواس کی تھی نا اگر میں نے سن لی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں نے اس بکواس پر یقین کرلیا تھا۔ کریکٹرلیس آپ ہیں صہیب نہیں۔ میں اتنی بھی بے وقوف نہیں جتنا آپ نے سمجھا تھا اور ایک بات۔" وہ ہنڈیا سے سالن نکالتے ہوئے بولی۔

"میں صہیب کو بہت پسند کرتی ہوں اور خود کو خوش قسمت سمجھتی ہوں جو میری شادی صہیب سے ہو رہی ہے۔" ضمیر کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جارہا تھا۔ ٹرے سیٹ کرکے اس نے ضمیر کو دیکھا۔

"اور آخری بات آئندہ آپ نے یا آپ کی گندی ذہنیت کے گھر والوں نے صہیب کے خلاف کوئی بات کی نا تو سب سے پہلے میں بغیر کسی لحاظ کے آپ لوگوں کے منہ توڑ دوں گی۔" کہہ کر وہ اسے ہکا بکا چھوڑ کر باہر نکل گئی۔

باہر کھڑا صہیب ابھی تک حیرت کے جھٹکے کھا رہا تھا، یہ جو اس نے سنا وہ علینہ نے کہا تھا اسے ابھی تک اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ ضمیر سر جھکائے باہر نکلا تو نظر سامنے کھڑے صہیب سے ٹکرا گئی۔ صہیب کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ سب سن چکا ہے۔

"سوچا تھا جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا اس کا جواب میں تھپڑ کی صورت میں دوں تمہیں، لیکن جو جواب تمہیں میری ہونے والی بیوی نے دیا ہے۔ اس سے اچھا تو میں بھی نہیں دے سکتا تھا۔" وہ کہہ کر مڑ گیا۔ خوشی اس کے انگ انگ سے چھلک رہی تھی۔ دو دن سے وہ پریشان تھا سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے، لیکن آج وہ اتنا خوش تھا کہ دل چاہ رہا تھا ابھی جا کر علینہ کو گلے لگالے۔

☼ ☼ ☼

"اظفر سے ہمیں ناز کے ایکسیڈنٹ کا پتا چلا تو ہم اسی وقت آگئے۔ بڑی پیاری اور نیک بچی ہے آپ کی۔ میں نے جب پہلی بار ناز کو دیکھا تب ہی سمجھ گئی تھی کسی سلجھے ہوئے ماں باپ کے ہاتھوں اس کی پرورش ہوئی ہے۔" سامنے بیٹھی اظفر کی ماں کی بات پر علیم صاحب کے ساتھ بیٹھی ناصرہ نے بھی [illegible] تھا۔

"ویسے بھی ہمیں آنا تھا آپ سے ضروری بات کرنی تھی۔" ان خاتون کے کہنے پر ناصرہ اور علیم صاحب دونوں نے چونک کر دیکھا تھا۔

"اظفر کے آفس میں ایک فنکشن تھا ہم بھی انوائٹ تھے۔ وہیں ہم نے ناز کو دیکھا تھا اور تب ہی ہمیں بہت پسند آگئی تھی۔ میں اپنے بیٹے اظفر کے لیے جس طرح کی لڑکی کی تلاش میں تھی ناز بالکل ویسی ہے۔ میں نے کتنی بار اس سے کہا مجھے ناز کے پیرنٹس سے ملواؤ۔ کچھ دن پہلے دوبارہ کہا تو اس نے بتایا ناز کی منگنی ہوگئی ہے۔ سچ بتاؤں تو میرا دل بڑا برا ہوا، لیکن اللہ سے ناز کی اچھی قسمت کی دعا کی۔ بہرحال آج ہم خاص مقصد سے آئے ہیں۔ آپ اظفر سے ملے ہیں نا۔" انہوں نے ساتھ بیٹھے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کیا۔

"ناز کے ساتھ کام کرتا ہے آپ ناز سے بھی پوچھ سکتے ہیں۔ ہمیں بس ناز بیٹی چاہیے اور کچھ نہیں چاہیے۔" وہ جتنی چاہت سے رشتہ مانگ رہی تھیں علیم صاحب سوچ میں پڑ گئے۔ انہوں نے پہلی بار مشورہ طلب نظروں سے ناصرہ کو دیکھا جنہوں نے آنکھ سے ہاں کا اشارہ کیا تھا۔

"دیکھیں بہن جی آپ لوگ مجھے اچھے لگے ہیں، لیکن بیٹی والے ہیں تھوڑا ٹائم دیں۔"

"جی بھائی آپ پوری تسلی کرلیں، لیکن جواب ہمیں ہاں میں چاہیے۔" ان کے کہنے پر علیم اور ناصرہ دونوں ہنس پڑے تھے۔

"باجی آپ بہت لکی ہیں اظفر بھائی مجھے بہت اچھے لگے۔" بات پکی ہوتے ہی علینہ بھاگتی ہوئی کچن میں آکر ناز کے گلے لگ گئی جس کا چہرہ پہلے ہی خوشی سے جگمگا رہا تھا۔

"میری گڑیا تم کیا کم لکی ہو۔" ناز کے کہنے پر اس کی مسکراہٹ سکڑ گئی تھی۔ "کیا ہوا میں نے کچھ غلط کہا۔"

"باجی آپ نے ٹھیک کہا تھا میں نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری ہے۔ میں نے سنی سنائی بات پر یقین کرکے صہیب کے بارے میں اتنا غلط بولا۔ مجھے کوئی حق نہیں بنتا تھا انہیں ایسے بولتی اب اگر وہ مجھ سے ناراض ہیں تو ٹھیک ہیں۔"

"کیا صہیب نے تم سے کچھ کہا ہے۔" ناز نے فکر مندی سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"پریشانی والی بات تو یہی ہے نا کہ انہوں نے مجھے کچھ نہیں کہا۔ انہیں برا لگا تو مجھے ڈانٹ لیتے کچھ کہہ دیتے۔ اس خاموشی سے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

"میں بات کروں گی صہیب سے، لیکن علینہ اسے بہت برا لگا ہے اور تمہیں اس سے خود بات کرکے سوری کرنا چاہیے۔"

"باجی میں خود ان سے سوری کرنا چاہتی ہوں، لیکن ڈر لگتا ہے کہ۔۔۔" گلا کھنکھارنے کی آواز پر دونوں نے پلٹ کر دیکھا اور کچن کے دروازے میں کھڑے صہیب کو دیکھ کر ناز خوش جبکہ علینہ پریشان ہوگئی۔

"مبارک ہو جناب کی منگنی ہوگئی۔" وہ علینہ کو اگنور کرکے ناز کے گلے لگتے ہوئے بولا۔

"خیر مبارک تمہیں کیسے پتا چلا۔"

"ابھی چاچو نے فون کرکے مما پاپا کو بلایا تو میں بھی آگیا دیکھوں تو سہی اظفر صاحب دکھتے کیسے ہیں۔" اس کے شرارتی انداز پر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اب آپ پلیز تھوڑی دیر کے لیے ہمیں اکیلا چھوڑ دیں مجھے علینہ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

"اچھا جی۔" ناز نے شرارتی انداز میں اسے دیکھ کر علینہ کو دیکھا جس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ ناز کے باہر نکلتے ہی وہ پانچ قدم کا فاصلہ سمیٹ کر اس کے بالکل سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ وہ کسی مجرم کی طرح سر جھکائے اس کے سامنے تھی جبکہ نظریں زمین پر

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے

بہنوں کے لیے خوب صورت ناولز

ساری بھول ہماری تھی	راحت جبیں	300/-
او بے پروا سجن	راحت جبیں	300/-
ایک میں اور ایک تم	تنزیلہ ریاض	350/-
بڑا آدمی	نسیم سحر قریشی	350/-
دیمک زدہ محبت	صائمہ اکرم چوہدری	300/-
کسی راستے کی تلاش میں	میمونہ خورشید علی	350/-
ہستی کا آہنگ	ثمرہ بخاری	300/-
دل موم کا دیا	سائرہ رضا	300/-
ساز دل چھیڑ دیا	نفیسہ سعید	300/-
ستارہ شام	آمنہ ریاض	500/-
مصحف	نمرہ احمد	300/-
دست کوزہ گر	فوزیہ یاسمین	750/-
محبت من محرم	نمیرہ احمد	300/-

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37، اردو بازار، کراچی

گزری تھیں۔

"اس دن جو تم نے ناز آپی سے کہا میں نے سب سنا تھا مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا تم مجھے اتنا برا سمجھتی ہو۔ اگر مجھے تمہاری اتنی نفرت کا اندازہ ہوتا تو میں کبھی اس رشتے کے لیے ہاں نہ کرتا۔" علینہ کی جھکی آنکھیں پانی سے بھرنے لگیں۔

"جس طرح تم نے اپنے بڑوں کی خواہش کا احترام کیا ہے ویسے ہی میں نے بھی مما پاپا کی پسند کو مان لیا۔ یہ الگ بات ہے کہ تم کو اتنے سالوں بعد دیکھ کر بہت اچھا لگا لیکن۔" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گیا اور علینہ کی سانس جیسے سینے میں اٹک گئی۔

"خیر یہ رشتے زور زبردستی سے نہیں نبھائے جاتے۔ اس کی بنیاد اعتماد اور محبت ہے جو تمہیں مجھ سے نہیں۔" صہیب کی اتنی لمبی تقریر کے جواب میں وہاں ابھی تک خاموشی تھی۔

"آئی ایم سوری۔" اب کے اس نے نظریں اٹھا کر صہیب کو دیکھا اور آنسو جو آنکھوں میں جمع تھے تیزی سے گالوں پر پھسلنے لگے۔ "میں جانتی ہوں میں نے آپ کو ہرٹ کیا لیکن مجھ سے غلطی ہو گئی اور میں اس کے لیے شرمندہ ہوں کیا آپ مجھے معاف نہیں کر سکتے۔" وہ اتنی معصومیت سے اس سے پوچھ رہی تھی کہ صہیب کا خود پر قابو رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔

"ایک شرط پر اگر تم میرے سوالوں کا صحیح صحیح جواب دو۔" اس نے تیزی سے سر ہلایا صہیب نے آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے تھے۔ علینہ نروس ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

"تمہیں مجھ پر اعتبار ہے۔"

"جی۔"

"کتنا۔"

"اتنا کہ آئندہ زندگی میں کبھی آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔" وہ بنا سوچے سمجھے دل سے بولی تھی۔ اس کے ہاتھ پر صہیب کے ہاتھوں کی گرفت سخت ہو گئی۔

"اور محبت کرتی ہو مجھ سے۔" صہیب کی نظریں اس کے چہرے پر جیسے جم سی گئی تھیں۔ ان نظروں کی تپش سے اس کی نظریں خود بخود جھک گئی تھیں۔ وہ سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے مسکرا دی تھی۔ صہیب نے فدا ہونے والی نظروں سے اس کی مسکراہٹ کو دیکھا تھا۔

"کتنی محبت کرتی ہو؟" اس کے مزید قریب آ کر پوچھنے پر علینہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"پتا نہیں۔"

"یہ کیا جواب ہوا؟" وہ بدمزہ ہو کر بولا۔

"اس بات کا یہی جواب ہو سکتا ہے۔" اب کے وہ بھی ہاتھ کھینچتے ہوئے بولی۔

"پر میں اس کا جواب بہت اچھا دے سکتا ہوں۔" وہ زیر لب مسکراتے ہوئے بولا۔ علینہ نے نظریں اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا جہاں آنکھوں میں اس کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

"پلیز" اس کے مزید قریب آنے پر وہ ایک دم چلا کر بولی وہ ایک سیکنڈ میں ہاتھ چھوڑ کر مڑا تھا پیچھے کوئی نہیں تھا۔ اس کے یوں ڈرنے پر وہ کھلکھلا کر باہر کی طرف بھاگی تھی۔

"فکر نہیں کرو کرتا ہوں تمہارا بندوبست ممانی سے جا کر کہتا ہوں۔ نکاح نہیں رخصتی کریں پھر دیکھتا ہوں کیسے بھاگتی ہو اور کہاں۔" اپنے پیچھے صہیب کی دھمکی سن کر اس کے چہرے کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی تھی۔

ان دونوں نے کوئی شکوے نہیں کیے تھے نہ ایک دوسرے کو جتایا تھا کہ وہ غلط فہمیاں جو ان کے درمیان آ گئی تھیں وہ کیسے بنا کے ختم ہو گئیں۔ انہوں نے غلط فہمیوں کے مٹ جانے کو اس رشتے کا جو ان کے درمیان تھا (محبت کا رشتہ) کا آغاز سمجھا تھا۔ آنے والے حسین لمحوں کے خیال نے ان دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیر دی تھی اور ان کی مسکراہٹ دیکھ کر باہر اترتی شام بھی جیسے مسکرانے لگی تھی۔